39

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

20 تا 26 ربیع الثانی 1447ھ / 14 تا 20 اکتوبر 2025ء

اس شمارے میں

بہار کے انتخابات اور مودی کی مسلم دشمنی

امیر سے ملاقات (43)

بھارت کا جنگی جنون اور پاکستان کا عزم

اک ذرا صبر!

غلامی کسے کہتے ہیں؟

بتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ......

شریعت دنیا کے غلاموں کے لیے نہیں اُتری!

یہ شریعت بزدلوں اور نامردوں کے لیے نہیں اُتری ہے، نفس کے بندوں اور دنیا کے غلاموں کے لیے نہیں اُتری ہے، ہوا کے رُخ پر اُڑنے والے خس وخاشاک، اور پانی کے بہاؤ پر بہنے والے حشرات الارض اور ہر رنگ میں رنگ جانے والے بے رنگوں کے لیے نہیں اُتری ہے۔ یہ اُن بہادر شیروں کے لیے اُتری ہے جو ہوا کا رُخ بدل دینے کا عزم رکھتے ہوں، جو دریا کی روانی سے لڑنے اور اُس کے بہاؤ کو پھیر دینے کی ہمت رکھتے ہوں، جو ''صبغۃ اللہ'' کو دنیا کے ہر رنگ سے زیادہ محبوب رکھتے ہوں اور اُسی رنگ میں تمام دنیا کو رنگ دینے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ مسلمان جس کا نام ہے وہ دریا کے بہاؤ پر بہنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی آفرینش کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ زندگی کے دریا کو اُس راستہ پر رواں کر دے جو اس کے ایمان و اعتقاد میں راہ راست ہے، صراطِ مستقیم ہے۔ اگر دریا نے اپنا رُخ اس راستہ سے پھیر دیا ہے تو اسلام کے دعوے میں وہ شخص جھوٹا ہے جو اس بدلے ہوئے رُخ پر بہنے کے لیے راضی ہو جائے۔ حقیقت میں جو سچا مسلمان ہے، وہ اس غلط رو دریا کی رفتار سے لڑے گا، اس کا رُخ پھیرنے کی کوشش میں اپنی پوری قوت صرف کر دے گا، کامیابی اور ناکامی کی اس کو قطعاً پروانہ ہوگی، وہ ہر اُس نقصان کو گوارا کرے گا جو اس لڑائی میں پہنچے یا پہنچ سکتا ہو، حتیٰ کہ اگر دریا کی روانی سے لڑتے لڑتے اُس کے بازو ٹوٹ جائیں، اُس کے جوڑ بند ڈھیلے ہو جائیں، اور پانی کی موجیں اُس کو نیم جان کر کے کسی کنارے پر پھینک دیں، تب بھی اُس کی روح ہرگز شکست نہ کھائے گی۔

مولانا سید مودودی
ماخذ: ''اشارات''

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

سابق اقوام کے انجام سے عبرت پکڑو!

سُورۃُ الرُّوم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 09، 10

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً
وَّ اَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡہَا وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا کَانَ اللّٰہُ
لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ؕ﴿۹﴾ ثُمَّ کَانَ عَاقِبَۃَ الَّذِیۡنَ اَسَآءُوا السُّوۡۤاٰۤی اَنۡ
کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ کَانُوۡا بِہَا یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۱۰﴾

آیت 9: ﴿اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ﴾ ’’کیا یہ لوگ زمین میں گھومے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کہ کیسا انجام ہوا، اُن لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے!‘‘

﴿کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً﴾ ’’وہ قوت میں اُن سے کہیں زیادہ تھے‘‘

﴿وَّ اَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡہَا﴾ ’’اور اُنہوں نے زمین کو کاشت کیا اور اسے آباد کیا اس سے کہیں بڑھ کر جو (آج) انہوں نے آباد کیا‘‘

﴿وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ﴾ ’’اور اُن کے پاس بھی اُن کے رسول آئے تھے کھلی نشانیاں لے کر۔‘‘

﴿فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۹﴾﴾ ’’سو اللہ اُن پر ظلم کرنے والا نہیں تھا' بلکہ اُنہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔‘‘

آیت 10: ﴿ثُمَّ کَانَ عَاقِبَۃَ الَّذِیۡنَ اَسَآءُوا السُّوۡۤاٰۤی﴾ ’’پھر اُن لوگوں کا انجام جنہوں نے بری روش اختیار کی' بہت برا ہوا‘‘

﴿اَنۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ کَانُوۡا بِہَا یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۱۰﴾﴾ ’’اس لیے کہ اُنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور وہ اُن کا مذاق اُڑاتے رہے۔‘‘

درس حدیث
اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے کے ساتھ بھلائی

عَنۡ أَبِي أُمَامَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰہُ بِعَبۡدٍ خَيۡرًا طَهَّرَهُ قَبۡلَ مَوۡتِهِ. قَالُوا: وَمَا طَهُوۡرُ الۡعَبۡدِ؟ قَالَ: ((عَمَلٌ صَالِحٌ يُلۡهِمُهُ إِيَّاهُ، حَتّٰى يَقۡبِضَهُ عَلَيۡهِ)) (رواہ طبرانی)

حضرت ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اُسے موت سے پہلے پاک کر دیتا ہے‘‘ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ’’بندے کی طہارت کیا ہے؟‘‘ فرمایا: ’’اللہ اُسے نیک عمل کی توفیق دیتا ہے، یہاں تک کہ اسی حال میں اُس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 ربیع الثانی 1447ھ جلد 34
14 تا 20 اکتوبر 2025ء شمارہ 39

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہار کے انتخابات اور مودی کی مسلم دشمنی

اُنیسویں صدی سے برصغیر کا ہندو دنیا کو یہ تصور دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہندوستان میں ایک غالب قوت ہے۔ بھارت دنیا کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ ہندوستان آغاز سے ہی ہندوؤں کا ہے۔ وہی اس کی قسمت کے مالک ہیں اور وہی اس پر حکمرانی کا حق رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے شمال مغربی پہاڑی سلسلہ کو کوہِ ہندوکش کہتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنی اقوام نے ہندوستان میں ہندوؤں کی درگت بنائی وہ سب اس پہاڑی سلسلہ سے ہندوستان میں داخل ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے غزنوی، غوری، خاندان غلاماں، تغلق اور پھر مغل ہندوستان کے حکمران رہے۔ اگرچہ ہندوستان کی بعض ریاستوں میں ہندو راجے مہاراجے حکمران رہے۔ لیکن پورے ہندوستان پر حکومت کرنا کبھی بھی ہندوؤں کے بس کی بات نہ تھی۔ ہندوستان تاریخ میں صرف 2 ادوار میں متحد ہوا ہے۔ پہلے مغلوں نے متحدہ ہند پر حکومت کی اور بعد ازاں انگریز پورے ہندوستان کا حکمران بنا۔

بھارت نے پہلگام فالس فلیگ واقعہ کا بغیر کسی ثبوت کے الزام پاکستان پر لگا کر پاکستان کے خلاف آپریشن سندور کا آغاز کیا۔ مودی سرکار کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ پاکستان جوابی کارروائی بھی کر سکتا ہے۔ پاکستان نے جواب میں آپریشن بنیان مرصوص کے ذریعے بھارت کو ہزیمت ناک شکست دی، جس کے بعد سے مودی کا جنگی جنون بے قابو ہو چکا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آپریشن بنیان مرصوص نے بھارت اور اُس کے پشتی بانوں اسرائیل اور امریکہ کے چھکے چھڑا دیئے۔ رافیل کی ناکامی کے بعد اب مودی سرکار مقامی لڑاکا جہازوں کے ذریعے خطے کا امن برباد کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔

دوسری جانب بہار کے اسمبلی انتخابات جو اس سال 6 اور 11 نومبر کو دو مرحلوں میں ہوں گے، مودی کے لیے تختہ یا تختہ کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ 2024ء کے عام انتخابات میں اب کی بار 400 پار کی بڑھک لگانے والے مودی اور اُس کی فاشسٹ پارٹی بی جے پی کو بہار کے 7 کروڑ 43 لاکھ ووٹرز نے بری طرح رد کر دیا تھا اور بی جے پی کو بہار میں زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

2014ء سے شروع ہونے والے مودی راج میں مسلم مخالف اقدامات بھی شدت اختیار کر گئے ہیں اور آج بھارت کے مسلمان توہین اور ذلت آمیز رویے کا شکار ہیں۔ مودی کے ہندوتوا نظریے نے اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کا جینا محال کر دیا ہے۔ جیسے جیسے بہار کے انتخابات قریب آ رہے ہیں، پولیس کو مسلم مخالف قوانین کے تحت وسیع اختیارات ملنے سے جھوٹے الزامات اور ناحق گرفتاریوں کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔ بی جے پی کی اعلیٰ قیادت کی جانب سے مسلم اور پاکستان مخالف نفرت انگیز بیانات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ہندو سیاسی رہنما بھارتی مسلمانوں کو "دیمک" پکارتے ہیں۔ انتہا پسند بلکہ دہشت گرد تنظیمیں مثلاً آر ایس ایس، وی ایچ پی وغیرہ کے حملوں سے بچنے کے لیے مسلمان نوجوان ہندو علامتی زعفرانی کپڑے پہننے پر مجبور ہیں، بھارت میں مسلمانوں کے قبرستانوں کے پاس کچرے کے ڈھیر لگائے جبکہ مساجد کے قریب بیت الخلا تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ ان پر قبضوں کی قانونی درخواستیں، آذان پر پابندی اور گھروں کی مسماری آر ایس ایس کے ہندوتوا ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ اسی طرح قبرستانوں کی بے حرمتی، گوشت کھانے پر پابندیاں اور خوف کے پھیلتے ہوئے سائے سب مودی کی ہندوتوا سوچ کا نتیجہ ہیں۔

بھارت میں کسی بھی نوعیت کے انتخابات سے پہلے پاکستان مخالف بیانیہ تیار کرنا اور اُسے پھیلانا مودی اور اس کی سیاسی جماعت بی جے پی، جو آر ایس ایس کا سیاسی بازو ہے، کا طرہ ہے۔ ریاست بہار کے انتخابات سے تقریباً ایک ماہ قبل مودی اور اس کے ساتھیوں نے پاکستان مخالف بیانیہ گھڑنا شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں بھارت کے وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے ایک عوامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ پاکستان نے سرکریک کے قریب فوجی ڈھانچے کی توسیع کی اور دھمکی دی کہ اگر کسی قسم کی ''مہم جوئی'' ہوئی تو بھارت ایسا فیصلہ کن ردِعمل دے گا جس سے ''تاریخ اور جغرافیہ بدل جائے گا''۔ گویا مودی اور اس کا سیاسی ٹولہ ایک بار پھر جنوبی ایشیا کے امن کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔ بھارت کی عسکری قیادت کھلے عام ''آپریشن سندور 2'' کی بھی دھمکی دے رہی ہے۔ جس کے جواب میں پاک فوج کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چودھری نے میڈیا سے گفتگو میں ان بیانات کو ''اشتعال انگیز اور خطرناک'' قرار دیتے ہوئے خبردار کیا کہ ایسے اقدامات خطے میں بڑے پیمانے پر تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ اگر بھارت نے کوئی نئی مہم جوئی کی تو پاکستان ''بلا جھجک، بھرپور اور فیصلہ کن'' جواب دے گا۔ انہی جذبات کا حال ہی میں منعقد ہونے والی کور کمانڈر کانفرنس میں اعادہ کیا گیا۔ دوسری طرف بھارت کی جانب سے پاکستان کے خلاف کسی مہم جوئی کے نتیجے میں کیا سعودی عرب مشترکہ دفاعی معاہدہ کے تحت پاکستان کا ساتھ دے گا؟ یہ سوال اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے۔

مئی کے واقعات نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ بھارت کو اسرائیل اور امریکہ دونوں کی بھرپور حمایت بلکہ معاونت حاصل ہے۔ لہٰذا بھارت کسی بھی وقت پاکستان کے خلاف ایک نیا عسکری محاذ کھول سکتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں امریکہ کو پسنی بندرگاہ تک رسائی دینا، چاہے تجارت کے نام پر ہی ہو، کسی طور پر بھی دانشمندانہ قدم نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ پاکستان میں موجود معدنیات پر اپنی نظر بد جمائے ہوئے ہے۔ فنانشل ٹائمز کی اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ تجویز بعض امریکی حکام کے ساتھ زیر بحث آئی تھی اور گزشتہ ماہ کے آخر میں صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے وائٹ ہاؤس میں ملاقات سے قبل فیلڈ مارشل کو بھی پیش کی گئی تھی۔ اگرچہ رپورٹ میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ منصوبے میں امریکی فوجی اڈوں کے قیام کی کوئی شق شامل نہیں بلکہ اس کا مقصد بندرگاہ سے پاکستان کے معدنی وسائل سے مالا مال مغربی صوبوں کو جوڑنے کے لیے ریلوے نیٹ ورک کی تعمیر کے لیے سرمایہ کاری حاصل کرنا ہے، لیکن امریکہ شدت سے خواہش مند ہے کہ اس کی پاکستان میں عسکری موجودگی بھی ہو۔ اگر یہ معاہدہ ہو جاتا ہے تو اس سے چین ہرگز خوش نہ ہوگا کیونکہ یہ سی پیک اقتصادی منصوبہ کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہوگا۔

یہ بھی یاد رہے کہ اسرائیل کی نظر بد اسلامی ایٹمی پاکستان پر مرکوز ہے۔ 1967ء میں اسرائیلی وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے پاکستان کو اپنا اصل دشمن قرار دیا تھا۔ موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو ماضی قریب میں پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے کی خواہش کا کھلم کھلا اظہار کر چکا ہے۔

حماس کے ساتھ اسرائیل کا ''جنگ بندی'' کا معاہدہ اگر عملی شکل اختیار کر لیتا ہے تو یقیناً اسرائیل کے اگلے ہدف دیگر عرب ممالک اور پھر پاکستان ہوں گے۔ پاکستان کو کمزور اور لاچار کرنے کے لیے اسرائیل بھارت کو استعمال کرے گا۔ ہمارے نزدیک بھارتی اعلیٰ حکومتی اور فوجی عہدیداروں کی پاکستان کو دھمکیوں کے پیچھے صہیونی ہاتھ کارفرما ہے۔ آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری کلام قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس ابلیسی گٹھ جوڑ سے 14 صدیاں قبل ہی خبردار کر دیا گیا تھا: ''تم لازماً پاؤ گے اہلِ ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور اُن کو جو مشرک ہیں۔'' (المائدہ:82) بھارت اور اسرائیل دونوں کا نشانہ پاکستان ہے اور اس میں خاص طور پر پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنا اُن کی ترجیح اوّل ہے۔

ان حالات میں ہمارے نزدیک اسلامی جمہوریہ پاکستان کو زندہ اور پائندہ دیکھنے کے لیے اسے ہر سطح پر مضبوط و مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ہندو ذہنیت کے حوالے سے پھر اس بات کا اعادہ کریں گے کہ وہ پاؤں پڑنے والے کو ٹھوکریں مارتا ہے اور گردن دبوچنے والے کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان اگر زندہ اور قائم رہ سکتا ہے تو صرف مضبوط اور مستحکم ہو کر رہ سکتا ہے۔ ضعف، کمزوری اور زیردستی خودکشی ہے۔

ہمارے نزدیک کرنے کا ایک کام یہ ہے کہ دوا اور دعا دونوں کی جائیں یعنی ایک طرف اپنے گھر کو درست کیا جائے ملک میں اتحاد، اتفاق، اخوت، بھائی چارے اور برداشت کی فضا قائم کی جائے اور دوسری طرف اپنا قبلہ درست کیا جائے۔ دہشت گردوں کا خاتمہ ضروری ہے لیکن عام شہریوں کا کسی قسم کا نقصان نہ ہو بلکہ ظلم وجبر کی حکمرانی کا خاتمہ کر کے ناراض لوگوں کو بھی مذاکرات کے ذریعے سینے سے لگایا جائے اور سیاسی انتقام سے ہر حال میں گریز کیا جائے۔

سب سے زیادہ ضرورت اس حقیقت کے ادراک کی ہے کہ استحکام پاکستان صرف اور صرف ملک میں دینِ اسلام کے مکمل نفاذ سے ہی ممکن ہے۔ یہ بات اب مذہبی اور دینی مطالبہ ہی نہیں رہا کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے پاس کوئی دوسرا آپشن ہی سرے سے نہیں ہے۔ جہاد اور اپنے مؤقف پر استقامت کی جو راہ افغان طالبان نے دکھائی ہے وہی طاغوتی قوتوں کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے ہمارا بچاؤ کرے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مصنوعی سہاروں سے نجات حاصل کریں۔ اس ہستی کا دامن پورے خلوص اور مضبوطی سے تھام لیں جس نے امریکہ اور نیٹو ممالک کو ننگے پاؤں جبہ پوش افغان طالبان کے ہاتھوں ذلت آمیز اور عبرتناک شکست دلوائی ہے۔

7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے مشرق وسطیٰ اور اس خطے کی بدلتی ہوئی صورتِ حال کے پیشِ نظر پاکستان کے لیے ناگزیر ہو گیا ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی کو قرآن وسنت کے تابع کرے اور اُن احادیث مبارکہ جن میں اس خطے کی مستقبل میں خصوصی اہمیت کا تذکرہ ہے، اس کے لیے عملی تیاری کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فیصلہ اور پھر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

وہ ٹرمپ جو امن کے نوبل انعام کا خواہش مند تھا اسرائیل کو فلسطینیوں کی نسل کُشی کے لیے اسلحہ اور امداد فراہم کرتا رہا ہے۔

ہمارے حکمرانوں کی جانب سے ٹرمپ کو امن کا علمبردار قرار دینا انتہائی شرمناک ہے۔

دو ریاستی فارمولے کو تسلیم کرنے کا سادہ مطلب اسرائیل کی ناجائز ریاست کو تسلیم کرنا ہے۔

اہلِ غزہ کی مدد کے حوالے سے جس کے پاس جتنا اختیار ہے، وہ اُسی قدر مکلف اور جوابدہ ہے۔

جو لوگ بھی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سنتے ہیں یا اُن سے محبت کرتے ہیں اُن سے گزارش ہے کہ وہ ان کے مشن کو بھی اپنائیں۔

خصوصی پروگرام ''امیر سے ملاقات'' میں

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: 7 اکتوبر 2025ء کو غزہ پر اسرائیل کی مسلسل بمباری اور فلسطینیوں کی نسل کشی کو دو سال پورے ہو گئے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ 70 ہزار فلسطینی شہید ہوئے اور کچھ کہتے ہیں کہ 5 سے 6 لاکھ فلسطینی شہید ہو گئے۔ حالیہ دنوں میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے جنگ بندی کے لیے 20 نکاتی فارمولا بھی پیش کیا ہے، تاہم اس فارمولا میں فلسطینیوں کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اس بہانے ایسے لوگوں کو فلسطینیوں پر مسلط کیا جا رہا ہے جن کے ہاتھ پہلے ہی مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، مسلم حکمران بھی ٹرمپ کے سامنے سرخم تسلیم کیے ہوئے ہیں، ان حالات میں آپ کو امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: دل تو خون کے آنسو روتا ہے۔ تنہائی میں بیٹھ کر بھی بندہ غور کرے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک طرف بے بسی کی انتہا ہے اور دوسری طرف بے حسی کی بھی انتہا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اُمت مجموعی اعتبار سے زوال کا شکار ہے، اللہ کے قرآن اور دین کو پس پشت ڈالا ہوا ہے، بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہمارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں کوئی ایک خطۂ زمین بھی ایسا نہیں ہے جہاں ہم دنیا کو دکھا سکیں کہ دیکھو یہ اللہ کا نظام ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے کہ مجرم نمبر 1 عرب ہیں کیونکہ اُن کی زبان میں قرآن نازل ہوا لیکن اُنہوں نے قرآن کے نظام کے احیاء اور غلبے کی بجائے دولت، اقتدار اور عیش وعشرت کو ترجیح دی۔ مجرم نمبر 2 ہم اہل پاکستان ہیں کہ اسلام کے نام پر ملک حاصل کیا اور پھر اسلام سے بے وفائی کی، آج تک اسلام کو نافذ نہیں کیا۔ یہی ہماری ذلت ورسوائی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ مسلم حکمرانوں نے اُمت کے مفادات کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ گزشتہ دو سالوں میں غزہ پر اسرائیلی مظالم کی انتہا ہو چکی ہے، 70 ہزار شہداء کی بات کی جاتی ہے لیکن جب ہم غزہ کی طرف دیکھتے ہیں تو پورا شہر کھنڈر بن چکا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شہداء کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہو سکتی ہے۔ اگر سینکڑوں بلڈنگیں تباہ ہو جائیں اور ان میں ملٹی فلورز بھی ہوں، ظاہر ہے وہ خالی تو نہیں تھیں۔ لہٰذا شہداء کی تعداد بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

مسلم حکمرانوں کا طرزِ عمل تو انتہائی مایوس کن ہے لیکن عوام کا حال بھی کوئی بہت زیادہ مختلف نہیں ہے، شروع میں مظاہرے بھی ہوئے، ملین مارچ بھی ہوئے، لیکن بعد میں خاموشی غالب آ گئی۔ پاکستان انڈیا کا میچ ہو تو گلیاں سنسان ہو جاتی ہیں، میڈیا ایسے دکھاتا ہے جیسے کوئی بہت بڑی جنگ ہو رہی ہو، لیکن اہل غزہ کا درد شاید اب اُمت کو محسوس نہیں ہوتا۔ خون میں لت پت غزہ کے معصوم بچوں کی لاشیں ہمارے میڈیا کو نظر نہیں آتیں۔ ایک معصوم بچی کو 255 بلٹ مارے گئے، ایک کو 355 بلٹ مارے گئے۔ سب سے بڑھ کر مایوسی مسلم حکمرانوں کے طرز عمل سے ہوئی ہے۔ وہی ٹرمپ جس نے اپنے سابقہ دور حکومت میں بھی کھل کر اسرائیل کا ساتھ دیا، ابراہم اکارڈ اور ڈیل آف دی سنچری کے نام پر مسلم حکمرانوں سے اسرائیل کو تسلیم کروایا، یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کیا۔ اسی ٹرمپ کے ساتھ مسلم حکمران دوبارہ کھڑے نظر آتے ہیں، خوش ہو کر اس کے ساتھ تصویریں بنواتے ہیں۔ ابراہم اکارڈ 2 کی باتیں بڑے خوشنما انداز میں ہو رہی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے ٹرمپ کو امن کا علمبردار بھی قرار دے دیا اور نوبل انعام کے لیے بھی نامزد کر دیا۔ ان کو شرم بھی نہیں آتی کہ وہی ٹرمپ ہے جو اسرائیل کو فلسطینیوں کی نسل کشی کے لیے اسلحہ اور امداد فراہم کر رہا ہے اور جنگ بندی کی ہر قرارداد کو ویٹو کر رہا ہے۔ جو 20 نکاتی فارمولا اس نے پیش کیا ہے، اس میں بھی اسرائیلی مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے کہ حماس کو ختم کیا جائے گا، فلسطینیوں کو اسلحہ سے پاک کیا جائے اور ایک ایسی لولی لنگڑی فلسطینی ریاست کی بات کی جا رہی ہے جس کی نہ اپنی فوج ہوگی، نہ اپنی پولیس ہوگی، نہ اپنے دفاع کا انتظام ہوگا۔ کیا محمود عباس کی نام نہاد فلسطینی اتھارٹی پہلے سے موجود نہیں ہے؟ کیا وہ فلسطینیوں کے حقوق اور مفادات کا تحفظ کر سکی ہے؟ قائداعظم نے کہا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے اور اس کو تسلیم کرنے کا مطلب ظلم اور جبر کی تائید کرنا ہے۔ دو ریاستی فارمولے کو تسلیم کرنے کا سادہ مطلب اسرائیل کی ریاست کو تسلیم کرنا ہے۔ 7 اکتوبر 2023ء کی حماس کی کارروائی کا نتیجہ یہ ضرور نکلا کہ کچھ عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرنے سے پیچھے ہٹ گئے، ورنہ سعودی عرب سمیت تمام عرب ممالک اور اکثریت میں مسلم ممالک بھی ڈونلڈ ٹرمپ کے جال میں پھنس کر اسرائیل کو تسلیم کرنے والے تھے۔ آج ٹرمپ نے دوبارہ وہی جال پھینکا ہے اور مسلم حکمران اس جال میں پھنستے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ ہمارے حکمران اور مقتدر ادارے بھی قائداعظم کی پالیسی کی مخالفت کرتے ہوئے دو ریاستی حل کی بات کر رہے ہیں۔

حالانکہ پاکستان کی شروع دن سے یہ پالیسی تھی کہ اسرائیل کو کسی صورت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ ہمارے پاسپورٹ پر لکھا ہوا ہے کہ اسرائیل جانے کے لیے اس کو استعمال نہیں کر سکتے۔ امن فارمولا کے نام پر ٹونی بلیئر کو عبوری سیٹ اپ کا سربراہ بنایا جا رہا ہے جس کے ہاتھ عراق اور فلسطین کے مسلمانوں سے پہلے ہی رنگے ہوئے ہیں۔ کیا مسلم حکمرانوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی؟ ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اپنا اتحاد ہونا چاہیے۔ اگر غیر مسلم قوتیں نیٹو کے نام سے اکٹھی ہو سکتی ہیں تو مسلم ممالک مشترکہ عسکری اتحاد کیوں نہیں بنا سکتے؟ اگر آج بھی مسلم ممالک کھڑے نہیں ہوں گے تو کیا ٹرمپ، ٹونی بلیئر یا نیتن یاہو پر بھروسا کر کے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اگر وہ سمجھتے ہیں، ان پر بھروسا کر کے ان کے اقتدار محفوظ رہ سکتے ہیں تو یہ ان کی بہت بڑی بھول ہوگی۔ ہنری کسنجر نے کہا تھا کہ امریکہ سے اس کے دشمنوں کو اتنا خطرہ نہیں ہوتا جتنا اس کے دوستوں کو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ اور ہدایت عطا کرے۔

سوال: ہم نے تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے اہل غزہ کے حق میں مظاہرے بھی کیے، سفیروں، علماء، ممبران پارلیمنٹ اور صحافیوں کو خطوط بھی لکھے۔ جلسے جلوسوں اور سیمینارز کا انعقاد بھی کیا اور جس قدر استطاعت تھی فلسطینیوں کی مالی مدد کی بھی کوشش کی۔ لیکن اب بھی کچھ لوگ سوال یہ کرتے ہیں کہ بھائی آپ صرف باتیں کرتے رہ جائیں گے۔ اس حوالے سے ہمیں مزید کون سی کوششیں کرنی چاہئیں؟

امیر تنظیم اسلامی: وہ لوگ جن کے دل واقعتاً خون کے آنسو رو رہے ہیں اور وہ فلسطینیوں کے لیے کچھ نہ کچھ واقعتاً کرنا چاہ رہے ہیں، یہ سب ان سے برداشت نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے جذبات کی ہم قدر کرتے ہیں۔ تاہم دو بنیادی اصولی باتیں سمجھ لیجیے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن حکیم میں یہ فرماتا ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ: 286) ”اللہ تعالیٰ نہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا کسی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔“

اسی طرح ہمارے سامنے وہ حدیث رسول ﷺ بھی موجود ہے جس کو مسلم شریف میں نقل کیا گیا ہے۔ فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ روک سکے تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

اس لحاظ سے جس کے پاس جتنا اختیار، طاقت، صلاحیت، قوت ہے وہ اتنا ہی زیادہ مکلف ہے۔ مثال کے طور پر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہماری مساجد میں دعاؤں کا اہتمام نہیں ہو رہا۔ قنوت نازلہ کا معاملہ نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے، احناف کے ہاں فجر کی نماز میں ہے، شوافع کے ہاں ہر نماز میں ہو سکتا ہے، کم از کم ایک وقت تو اس کا اہتمام ہونا چاہیے، آئمہ مساجد بھی دعاؤں کا اہتمام نہیں کر رہے، کم از کم نماز جمعہ کے بعد تو اجتماعی دعا ہونی چاہیے، انفرادی سطح پر بھی ہر فرد دعا تو کر سکتا ہے۔ اگر اتنا

> **غزہ کا پورا شہر کھنڈر میں تبدیل ہو چکا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شہداء کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہو سکتی ہے۔**

بھی ہم نہیں کر رہے تو روز قیامت کیا جواب دیں گے، پھر اس سے آگے بڑھ کر مالی مدد جو لوگ کر سکتے ہیں وہ نہیں کرتے تو روز محشر پوچھے جائیں گے۔ اس کے بعد مظاہرے اور جلوس بھی ہم نکال سکتے ہیں، اپنی حکومتوں اور حکمرانوں کو متوجہ کر سکتے ہیں۔ اگر بجلی، گیس، آٹا، چینی مہنگی ہو جائے تو ہم لوگ سڑکوں پر نکل آتے ہیں، کیا اپنے مظلوم مسلم بھائیوں، بچوں اور بہنوں کے لیے آواز اُٹھانے کی خاطر نہیں نکل سکتے؟ یہ آواز ہم سوشل میڈیا کے ذریعے، مظاہروں کے ذریعے اُٹھا سکتے ہیں۔ عوام کے پاس اتنی طاقت اور اختیار نہیں کہ وہ اسرائیل کو ہاتھ سے جواب دے سکے کم از کم انہیں زبان سے تو جواب دینا چاہیے۔ حکمرانوں اور فوج کے پاس طاقت اور اختیار ہے، عوام ان کو متوجہ کر سکتی ہے، اگر ہم ایسا نہیں کر رہے تو روز محشر مجرم گردانے جائیں گے۔ اُمت کی سطح پر مسلم ممالک کے پاس تیل کی دولت ہے، وسائل ہیں، ایٹمی قوت بھی ہے، میزائل ٹیکنالوجی بھی ہے، بہترین افواج بھی ہیں، یہ سب اُمت کے اثاثے ہیں۔ اگر اُمت کے اجتماعی مفاد کے تحفظ کے لیے کام نہیں آرہے تو ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ روز محشر ہم سب کو جواب دینا ہوگا۔ کوشش کریں کہ روز محشر ہمارا نام ظلم کا ساتھ دینے والوں میں شمار نہ ہو بلکہ مظلوموں کے ساتھ کھڑے ہونے والوں میں ہو۔

سوال: اس معاملے میں کوئی دینی جماعت کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: کسی بھی دینی جماعت کے اختیار میں زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ وہ حکمرانوں کو متوجہ کرے، مظاہرے اور احتجاج کرے یا فلسطینیوں کی مالی مدد کے لیے کچھ نہ کچھ کرے۔ جیسا کہ تنظیم اسلامی نے ان تمام حوالوں سے کام کیا۔ حکمرانوں، سفیروں، وزیروں، ممبران اسمبلی، صحافیوں، ججز، وکلاء، علماء کو خطوط بھی لکھے اور حکمرانوں کو توجہ دلائی کہ OIC کے چارٹر میں لکھا ہوا ہے کہ مسجد اقصیٰ کی حفاظت اور فلسطین کی آزادی کے لیے فلسطینیوں کی اخلاقی، مالی، اخلاقی اور عسکری مدد کرنا ہر مسلم ملک پر لازم ہوگا۔ اسی طرح دینی جماعت عوام کے اندر شعور اور جذبے کو بیدار کرنے کے لیے بھی اپنا کردار ادا کر سکتی ہے، اس حوالے سے ہم نے مظاہرے بھی کیے، احتجاجی جلوس بھی نکالے، سوشل میڈیا پر مہم بھی چلائی، سیمینارز بھی منعقد کیے۔ ہم نے توجہ دلائی کہ صرف حرمین شریفین ہی مسلمانوں کے لیے محترم اور مقدس نہیں ہیں بلکہ مسجد اقصیٰ بھی حرم میں شامل ہے۔ جس طرح ہم مسجد نبوی ﷺ یا مسجد الحرام کو دشمن کے قبضے میں نہیں دیکھ سکتے، اسی طرح مسجد اقصیٰ کو بھی دشمن کے قبضے میں دینا گوارا نہیں کر سکتے۔ دینی جماعتیں آپس میں متحد ہو کر زیادہ بہتر کردار ادا کر سکتی ہیں، اس حوالے سے بھی کام ہونا چاہیے۔ نتائج کے ذمہ دار تو انبیاء علیہم السلام بھی نہیں تھے، وہ بھی صرف جدوجہد کے ذمہ دار تھے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿21﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿22﴾﴾ (الغاشیہ) ”تو (اے نبی ﷺ!) آپ یاد دہانی کراتے رہیے، آپ تو بس یاد دہانی کرانے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔“

اللہ جس کو چاہے گا ہدایت عطا فرمائے گا۔ مسلمان کا کام صرف اللہ کے دین کی دعوت دینا ہے، اسی طرح اللہ جب چاہے گا دین غالب ہو جائے گا مگر ہمارا کام اس کے غلبے کے لیے جدوجہد کرتے رہنا ہے۔ ہمارے لیے اسوہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔ مکہ کے 13 برس میں آپ ﷺ نے صرف دعوت دی ہے اور کسی بت کو نہیں توڑا۔ آپ ﷺ پر اور صحابہ کرام ؓ پر بہت ظلم ہوا مگر جواب میں ہاتھ اُٹھانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ ان 13 برسوں میں صرف دین کے غلبے کی جدوجہد کی گئی اور جب دین قائم ہو گیا تو پھر تمام بتوں کو توڑ دیا گیا، قیصر و کسریٰ سمیت دین دشمن قوتوں کے خلاف قتال بھی

کیا گیا۔ اسی طرح آج مسلمان مغلوب اور مظلوم ہیں، اللہ کا دین کہیں بھی نافذ اور غالب نہیں ہے، ہمارے پاس وہ قوت اور اختیار نہیں ہے کہ دشمن کو شکست دے سکیں، لہٰذا ہم صرف دین کے غلبے کی جدوجہد کرنے کے مکلف ہیں اور یہ ہمارا دینی فریضہ ہے کہ انفرادی سطح پر بھی اور جماعت کی سطح پر بھی دین کے غلبے کی جدوجہد کریں، اپنے حکمرانوں کو بھی متوجہ کریں، اُمت کا شعور اُن کے اندر بیدار کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر ہم اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے مار دھاڑ پر اُتر آئیں، اپنی ریاست، فوج اور اداروں کے ساتھ لڑائی شروع کر دیں تو اس سے نیتن یاہو کا کیا نقصان ہوگا؟ ہم اپنا ہی نقصان کریں گے۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے غلبہ دین کی جو جدوجہد ہو رہی ہے اس کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے منہج رسول ﷺ کی روشنی میں ہی ترتیب دیا ہے۔ ''رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب'' ان کی ایک کتاب بھی ہے۔ اس میں سارا طریقہ کار واضح کیا گیا ہے کہ جب ہم نفاذِ دین یا اس کے کسی گوشے جیسے نہی عن المنکر کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوں گے تو ہمارا احتجاج پُرامن اور منظم ہوگا تا کہ ایک شیشہ تک بھی نہ ٹوٹے، ہم اپنی جانیں دیں گے لیکن کسی کی جان نہیں لیں گے کیونکہ ہم مسلم معاشرے میں رہ رہے ہیں اور کسی مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ دوسری طرف حکمرانوں کو بھی اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے، اگر یہاں اسلام نافذ نہیں ہوگا تو پھر کچھ لوگ غلط راستے پر جا کر قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں جیسا کہ ناموس رسالت کے معاملے میں ہوتا ہے کہ 295 سی کے مجرموں کو جب عدالتیں سزائیں نہیں دیتیں اور انہیں تحفظ دیا جاتا ہے تو پھر لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔

سوال: کیا افرادی قوت کے انتظار میں ہم بے حس نہ ہو جائیں گے یا پھر اس انتظار میں اللہ کو پیارے ہو گئے تو کیا عذر پیش کریں گے کہ بیعت کی تھی مگر جہاد کا موقع نہ ملا؟ اس کے برعکس جو غیر مسلم فلسطینیوں کی مدد کے لیے نکل رہے ہیں، کیا معلوم اللہ انہیں ہدایت نصیب کر دے اور ان سے اپنا کام لے لے تو ہمارے ہاتھ کیا آئے گا؟ اتحاد اُمت پر بڑی محنت ہو رہی ہے جو کہ قابل تحسین ہے، لیکن اگر اتحاد نہیں ہو رہا تو کیا کچھ عملی اقدام نہیں کرنا چاہیے؟ تربیت اور تزکیہ تو عمر بھر کا قصہ ہے، غلطیوں سے پاک کوئی انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ کیا جنگ کے لیے بھی کوئی تربیت دی جا رہی ہے؟ (ارضاء صاحب)

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات یہ ہے کہ جہاد اور قتال میں فرق ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے عنوان سے ایک کتابچہ موجود ہے، اس میں ساری تفصیل موجود ہے۔ جہاد عمر بھر کا معاملہ ہے اور ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: افضل جہاد اپنے نفس سے مجاہدہ کرنا ہے۔ جہاد کے بغیر نجات نہیں۔

﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ﴾ (الصف)

> **پاکستان انڈیا کا میچ ہو تو میڈیا ایسے دکھاتا ہے جیسے کوئی بہت بڑی جنگ ہو رہی ہو، لیکن غزہ میں خون سے لت پت معصوم بچوں کی لاشیں ہمارے میڈیا کو نظر نہیں آتیں۔**

''کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلا دے؟ (وہ یہ کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔''

ایک مسلمان اپنے نفس کے خلاف بھی جہاد کرتا ہے، شیطان کے خلاف بھی، معاشرتی برائیوں کے خلاف بھی، باطل نظریات اور کفر کے نظام کے خلاف بھی، تا آنکہ باطل کے خلاف اگر میدان جنگ سجتا ہے تو پھر قتال کا مرحلہ بھی آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان تمام مرحلوں پر جہاد کیا۔ ہمارے لیے اُسوہ آپ ﷺ کی سیرت ہے۔ قتال کے مختلف مقاصد قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ کبھی یہ دفاع کے لیے ہوتا ہے، کبھی مظلوموں کی مدد کے لیے۔ جیسا کہ فرمایا:

''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں' اور ان بے بس مردوں' عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیئے گئے ہیں' جو دُعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں۔ اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے' اور ہمارے لیے خاص اپنے فضل سے کوئی مددگار بھیج دے۔'' (النساء:75)

کبھی اللہ کے دین کے غلبے کے لیے بھی قتال ہوگا:

دوسری بات یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کی بیعت جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ یعنی اللہ کی بندگی کے لیے، اللہ کی بندگی کی دعوت کے لیے اور اللہ کی بندگی کے نظام کو قائم کرنے کے لیے مستقل جدوجہد کرنا۔ اس جدوجہد میں فطری طور انسان کا جذبہ یہ چاہتا ہے کہ فوری طور پر کچھ نتائج حاصل ہو جائیں۔ اس موضوع کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی کوشش تھی جو قرآن نازل ہو رہا ہے وہ فوری طور پر حفظ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر انہیں تسلی دی:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝١٦﴾ (القیامہ)

''آپؐ اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔''

معلوم ہوا کہ نتائج اللہ تعالیٰ کے ذِمّہ ہیں، بندے کو صرف جدوجہد کرنی ہے۔ سیدنا نوح ؑ نے ساڑھے 9 سو سال اپنی قوم پر محنت کی، لیکن اس کے باوجود کم و بیش 70 افراد ایمان لائے، جبکہ نافرمانوں میں ان کا بیٹا اور بیوی بھی شامل تھے۔ اسی طرح مکہ کے 13 برس تک مسلمانوں کو یہ حکم تھا: ﴿كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ﴾ (النساء:77) 'اپنے ہاتھ روکے رکھو؟''

احد کا میدان سجا، 70 صحابہ کرام ؓ شہید ہو گئے، دین اس وقت تک غالب نہیں ہوا تھا، مگر وہ سب کے سب اللہ کے ہاں اجر پائیں گے۔ اس کے برعکس عبداللہ بن ابی فتح مکہ اور دین کے غلبہ تک زندہ رہا مگر اللہ کے ہاں وہ ناکام ہوا کیونکہ اس نے غلبہ دین کی جدوجہد میں صدقِ دل سے حصہ نہیں لیا بلکہ منافقت کا کردار ادا کیا۔ معلوم ہوا کہ نتائج کا ذمہ دار انسان نہیں ہے، البتہ محنت، جذبہ اور خلوص کے ساتھ جدوجہد جاری رکھنا چاہیے۔ اگر موجودہ حالات مایوس کن اور پریشان کن ہیں تو کوئی بات نہیں، آپ جس کے مکلف ہیں وہ جدوجہد کرتے رہیں، آپ کو اجر ملے گا۔ وہ جدوجہد یہ ہے کہ ہم زبان سے آواز اُٹھائیں، قوم اور حکمرانوں کو جگائیں، عوام کے اندر شعور اُجاگر کریں، مظلوموں کی مالی مدد کریں اور ان کے لیے دعائیں بھی کریں۔ اس محنت میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔ باقی نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ جدوجہد ساری زندگی کی ہے، ایسا نہیں ہے کہ مخصوص دنوں یا سیزن کے لیے ہے، جیسا کہ بعض دیگر مذاہب میں چند مخصوص دن مذہبی

سرگرمیوں کے لیے ہوتے ہیں اور اس کے بعد مذہب سے تعلق کٹ جاتا ہے۔ اگر میرا ایمان مجھے صبح کی نماز کے لیے مصلے پر کھڑا نہیں کر رہا اور میں دعویٰ کروں کہ اہل غزہ کے لیے جان دے دوں گا، اپنے چھ فٹ کے قد پر اسلام کو غالب نہیں کر پا رہا اور میں کہوں کہ پوری دنیا پر اسلام کو غالب کردوں گا تو یہ خیالی باتیں ہوں گی۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ پہلے جو فرائض مجھ پر عائد ہوتے ہیں اُن کو ادا کروں، حقوق اللہ اور حقوق العباد جو مجھ پر واجب ہیں وہ ادا کروں، اسی طرح جہاں تک میرے اختیار میں ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حوالے سے مجھ پر جو دینی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اُن کو ادا کروں۔

سوال: کیا ہم سیاسی شعور پیدا کیے بغیر بھی کسی نظام کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہمارے تنظیمی اجتماعات میں سیاست پر کیوں گفتگو نہیں ہوتی؟ مروجہ سیاست اور اسلام میں سیاست کا تصور اور اس کا تقابلی جائزہ اور طریقہ کار پر گفتگو کتنی اہم ہے؟ انقلاب کے لیے سیاسی شعور کی اہمیت کیا ہے؟ کیا ہمیں ماضی کی سیاسی غلطیوں کا جائزہ نہیں لینا چاہیے؟ اخلاقی مسائل اور سیاسی مسائل کیا دونوں اہم نہیں ہیں؟ وضاحت درکار ہے۔ (محمد خلیل حامد انصاری)

امیر تنظیم اسلامی: ایک چھوٹا سا لطیفہ پہلے میں بیان کر دیتا ہوں۔ ہمارے سابقہ امیر تنظیم محترم عاکف سعید صاحب اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے، ایک مرتبہ وہ کراچی میں رفقاء کے اجتماع میں تشریف لائے، اجتماع کے بعد ایک شخص نے راستے میں چلتے چلتے ان سے سوال کیا کہ آج کل فلاں فلاں سیاسی ایشوز ہیں، کیا تنظیم اسلامی ان پر بات نہیں کرتی؟ عاکف سعید صاحب نرم مزاج اور شریف النفس ہیں، انہوں نے پوچھا: آپ ندائے خلافت پڑھتے ہیں؟ جواب ملا نہیں، پھر پوچھا: خطاب جمعہ تو لازماً سنتے ہوں گے؟ کہا نہیں سنتا۔ پھر ماہانہ میثاق تو پڑھتے ہوں گے، جواب ملا ہمارے گھر آتا نہیں۔ حافظ عاکف سعید صاحب نے مسکرا کر کہا: پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر عاکف سعید صاحب کی جگہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہوتے تو کہتے کہ خطاب جمعہ تم نہیں سنتے، ندائے خلافت، میثاق پڑھنے کا تمہارے پاس وقت نہیں ہے تو کیا فرشتے آ کر تمہیں بتائیں گے کہ تنظیم اسلامی سیاست پر بات کرتی ہے یا نہیں۔ پاکستان میں سیاست کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے سیاست کا لفظ بدنام ہو چکا ہے مگر حقیقت میں سیاست دین کا حصہ ہے، ڈاکٹر اسرار احمدؒ اکثر یہ حدیث سنایا کرتے تھے:

((کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء))

بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبیؑ چلے جاتے تو دوسرے نبیؑ آجاتے تھے اور ان میں سے کئی انبیاءؑ کو اللہ نے بادشاہتیں بھی عطا کیں۔ لفظ سیاست کا ترجمہ انتظام ہے۔ انتظام گھر کا بھی ہوتا ہے، ریاست کا بھی ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب حجۃ البالغہ میں سیاست مدن کا لفظ استعمال کیا۔ یعنی شہر یا ملک کا انتظام چلانا۔ لہٰذا ایک ایسی جماعت جو نظام بدلنے کی جدوجہد کر رہی ہو، کیا اس کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ سیاست پر بات نہ کرے یا سیاسی شعور دینے کی کوشش نہ کرے؟ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے سیاسی تجزیے تو بہت مشہور تھے، وہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور کاموں پر تنقید بھی کرتے تھے، ملک وملت کے حوالے سے مشورے بھی دیتے تھے اور آج تک بھی ان کے کلپس سوشل میڈیا پر وائرل ہیں۔ اب جس کا سیاست سے تعلق نہ ہو وہ نظام کی بات کیسے کرے گا؟ تنظیم اسلامی کی سیاست نظری ہے، البتہ عملی سیاست میں ہمارا اصل میدان انقلابی ہے، انتخابی نہیں۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ انقلاب انقلابی جدوجہد کے ذریعے آئے گا، انتخابات کے ذریعے چلتے ہوئے نظام کو چلایا تو جا سکتا ہے مگر نظام کو بدلا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا سیاسی شعور کے بغیر نظام کی تبدیلی ممکن ہی نہیں۔ اسی لیے ہمارے ہاں خطاب جمعہ میں بھی سیاسی امور زیر بحث آتے ہیں، پریس ریلیز جاری ہوتی ہے تو اس میں بھی ملکی، ملی اور سیاسی امور پر اپنی رائے دی جاتی ہے۔ ہفتہ وار پروگرام زمانہ گواہ ہے میں بھی سیاست سمیت تمام امور پر گفتگو ہوتی ہے۔ ہفت روزہ ندائے خلافت اور ماہانہ میثاق میں بھی سیاست پر تبصرے اور تجزیہ شامل ہوتے ہیں۔ تنظیمی اجتماعات میں بھی سیاسی امور زیر بحث آتے ہیں، حالات حاضرہ پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔ اس کا دائرہ کار اُسرہ سے لے کر سالانہ اجتماع تک پھیلا ہوا ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کے پیغام کو مزید عام کرنے کے لیے تنظیمی بنیادوں پر مزید کیا کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟ (محمد ثوبان صاحب، سرگودھا)

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم کی سطح پر ہم نے اپنی دعوت کو پھیلانے کے لیے بہت سارے امور کا بندوبست کر رکھا ہے۔ سب سے پہلے تنظیم کے رفقاء کا ایک ہفتہ وار اُسرہ ہوتا ہے جس میں تربیت و تذکیر کے ساتھ ساتھ سیاست اور انقلاب پر بھی گفتگو ہوتی ہے، اسی طرح ہفتہ وار حلقہ قرآنی بھی ہوتا ہے جس میں رفقاء اور احباب بھی شریک ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دروس قرآن کے مختلف پروگرامز بھی ہوتے ہیں، ماہانہ، سہ ماہی اور شش ماہی دعوتی اور تربیتی اجتماعات بھی ہوتے ہیں۔ تنظیمی بنیادوں پر مختلف مساجد میں دعوتی پروگرامز رکھے جاتے ہیں، خطبات جمعہ ہوتے ہیں، انجمن ہائے خدام القرآن اور قرآن اکیڈمیز کے زیر اہتمام بھی مختلف دعوتی اور تربیتی کورسز ہوتے ہیں، ان میں رجوع الی القرآن کورسز بھی شامل ہیں۔ ان سب کے ذریعے ہم تنظیم کی بنیادی فکر اور دعوت کو عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر رفیق تنظیم انفرادی طور پر بھی لوگوں سے رابطے میں رہے اور اس رابطے کے ذریعے جہاں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا تعارف، ان کی قرآنی دعوت اور فکر لوگوں تک پہنچ رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دین کا جامع تصور، فرائض دینی کا جامع تصور، جماعتی زندگی کا تصور بھی لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہوئے بھی ہم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دعوت کو لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ وہ تمام لوگ جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سنتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں، میں ان سے کہوں گا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے طویل خطاب بھی سنا کریں تاکہ دین کا جامع تصور، دینی فرائض کا جامع تصور سے آگاہی حاصل ہو جائے۔ جو لوگ ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے محبت کرتے ہیں اُن سے ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ ڈاکٹر صاحبؒ اپنے ہاتھوں سے کچھ ادارے بھی قائم کر کے گئے ہیں، جیسے تنظیم اسلامی اقامت دین کی جدوجہد کے لیے ہے، انجمن ہائے خدام القرآن، قرآن کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے ہیں، آپ کو اگر ڈاکٹر صاحبؒ سے محبت ہے تو ان اداروں کو بھی سپورٹ کریں، ان کے ذریعے قرآن اور دین کی خدمت کریں، سب سے بڑھ کر یہ کہ اقامت دین کی جدوجہد میں حصہ لیں جو کہ بحیثیت مسلمان ہم سب پر لازم بھی ہے۔ اگر اس فریضہ میں حصہ لیں گے تو آپ کی زندگی کا مقصد بھی پورا ہوگا اور ڈاکٹر صاحب کی روح کو بھی ثواب ملے گا اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنے گا۔ ان شاء اللہ!

جب مئی میں اللہ اکبر کے نعرے سے آپریشن بنیان مرصوص کا آغاز کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ اکبر کے اس نعرے کو عملی شکل دے کر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے: رضاء الحق

بھارت میں جب بھی انتخابات آتے ہیں تو ہندو اکثریتی ووٹ لینے کے لیے اسلام اور مسلم دشمنی پر مبنی بیانیہ گھڑ کر پھیلایا جاتا ہے: بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد

بھارت کا جنگی جنون اور پاکستان کا عزم

پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد باجوہ

سوال: نومبر 2025ء میں بھارت کی ریاست بہار میں انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ موجودہ حکومتی جماعت BJP کے لیے یہ انتخابات کس قدر اہمیت کے حامل ہیں؟

رضاء الحق: بھارت کی موجودہ حکومتی جماعت BJP کے لیے یہ انتخابات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ 2024ء میں بہار میں لوک سبھا کے جو انتخابات ہوئے تھے ان میں بھی BJP کو بہت مار پڑی تھی، یہاں تک کہ وہ قومی سطح پر دو تہائی اکثریت بھی حاصل نہیں کر پائی تھی اور کولیشن گورنمنٹ بنانی پڑی تھی۔ حالانکہ 2014ء کے بعد سے BJP دو تہائی اکثریت سے جیت رہی تھی کیونکہ اس نے ہندو انتہا پسند طبقہ کو خوش کرنے کے لیے مسلم مخالف اور پاکستان مخالف بیانیہ اپنایا ہوا تھا کہ پاکستان کو مٹا دیں گے اور بھارت سے مسلمانوں کو نکال دیں گے۔ لیکن 2024ء کے انتخابات میں BJP کو جو ہزیمت اُٹھانا پڑی اس کے بعد بہار کے انتخابات پر اس کی گہری نظر ہے کیونکہ بہار ایک بڑی اور مرکزی ریاست ہے، امریکہ میں بھی یہی ہوتا ہے کہ چند بڑی ریاستوں میں اگر کوئی پارٹی زیادہ ووٹ لے جائے تو ایک ٹرینڈ بن جاتا ہے۔ اسی طرح بہار سے جو پارٹی جیتے گی اس کا اثر اسمبلی میں بھی ہوگا اور پورے بھارت میں ایک ٹرینڈ بن جائے گا۔ لہٰذا بہار کے انتخابات جیتنے کے لیے نریندر مودی دوبارہ پاکستان مخالف اور مسلم مخالف بیانیہ کو ہوا دے رہا ہے، پاکستان پر جنگ مسلط کرنے کی باتیں بھی ہو رہی ہے، پھر عالمی منظر نامہ بھی کچھ ایسا ہے کہ ابلیسی اتحاد ثلاثہ یعنی امریکہ، اسرائیل اور انڈیا پاکستان اور اسلام دشمنی میں ایک پیج پر ہیں۔ مئی میں پاک بھارت جنگ کے دوران بھی امریکہ اور اسرائیل بھارت کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ اسرائیلی ڈرونز اور امریکی اسلحہ پاکستان کے خلاف استعمال ہوئے، لیکن آپریشن "بنیان مرصوص" کے نتیجے میں اس شیطانی اتحاد ثلاثہ کو ہزیمت اُٹھانی پڑی، جس کا بدلہ لینے کے لیے بھی تینوں پر تول رہے ہیں۔ پھر چین اور روس کا بڑھتا ہوا اثر بھی اس اتحاد ثلاثہ کو مضطرب کیے جا رہا ہے۔

سوال: نریندر مودی اور اس کی جماعت BJP کا شروع سے یہ طریقہ کار رہا ہے کہ جب بھی انتخابات قریب آتے ہیں تو یہ پاکستان مخالف اور مسلم مخالف بیانیہ کو ہوا دینا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے؟

مرتب: محمد رفیق چودھری

بریگیڈیئر (ر) **جاوید احمد:** یہ انسانی فطرت ہے کہ جب بھی کوئی مشکل وقت آتا ہے تو انسان اس کا آسان حل تلاش کرتا ہے۔ چونکہ پاکستان اور اسلام سے نفرت ہندوؤں کی فطرت میں شامل ہے، اس لیے نریندر مودی اور BJP کے پاس آسان حل ہے کہ جب بھی ہندو اکثریت سے ووٹ لینے ہوں تو مسلم مخالف اور پاکستان مخالفت بیانیہ کو ہوا دے دو۔ 2002ء میں گجرات میں بحیثیت وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے مسلمانوں کا قتل عام کروایا تھا۔ وہی مسلم مخالف بیانیہ وہ اب تک اپنی سیاست کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ بابری مسجد کی جگہ مندر بنا دیا، کبھی مسلمانوں کا خون بہایا گیا، کبھی مسلمانوں سے شہریت چھین لی، جب بھی کوئی اہم مرحلہ آتا ہے تو BJP کوئی مسجد گرا دیتی ہے تاکہ اُس کا رعب اور دبدبہ برقرار رہے۔ اس حوالے سے پاکستان سے بھی کوتاہی ہوئی ہے کہ بھارت کے مسلم مخالف بیانیہ کو دنیا میں اس طرح بے نقاب نہیں کیا گیا جس طرح کرنا چاہیے تھا۔ حالانکہ گجرات فسادات کے بعد امریکہ نے بھی نریندر مودی کو دہشت گرد قرار دے دیا تھا اور امریکہ میں اُس کے داخلے پر پابندی لگا دی تھی۔ پاکستان کی اس سُستی کی وجہ سے بھارت ہر مرتبہ ایک جھوٹا بیانیہ گھڑ لیتا ہے، جیسا کہ مئی میں بھی پہلگام واقعہ کے بعد جھوٹا بیانیہ گھڑ کر پاکستان پر جنگ مسلط کرنے کی کوشش کی۔ یعنی مسلم دشمنی اس کا کامیاب حربہ ہے جس کو وہ بہار کے انتخابات میں بھی آزمائے گا۔ بھارت کے مسلمانوں کی حفاظت کرنا پاکستان کی ذمہ داری تھی لیکن پاکستان نے ان کا عملی ساتھ نہیں دیا۔ اگر ان کے حق میں پاکستانی حکومت کوئی بیان دیتی بھی ہے تو انڈیا کی طرف منہ کر کے نہیں بلکہ کسی اور طرف منہ کر کے کہا جاتا ہے کہ انڈیا اچھا نہیں کر رہا۔ اب جبکہ بھارت نے ہمارے خلاف مکمل جنگ شروع کر دی ہے تو ہمیں بھی کھل کر بھارت کا مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا چاہیے۔ پاکستان میں جتنی بھی دہشت گردی ہو رہی ہے اور سول اور فوجی جوانوں کا خون بہہ رہا ہے اس کے پیچھے بھارت کا پیسہ اور تربیت شامل ہیں۔ یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا، ہم نے ہندوستان کو کیوں کھلی چھٹی دی ہوئی ہے کہ وہ ہمارے گھروں تک پہنچ کر ہمارا خون بہائے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ بھارت کو ایسا جواب دیا جائے کہ دہشت گردی بھی ختم ہو جائے اور بھارت کے مسلمانوں کو بھی سکون مل جائے۔

سوال: اب تو بھارتی آرمی چیف بھی سرِ عام یہ بیان دے رہا ہے کہ پاکستان نے اگر دہشت گردی کی سرپرستی نہ چھوڑی تو اس کی تاریخ اور جغرافیہ بدل دیں گے وغیرہ۔ آپ یہ بتائیے کہ کیا بھارت اس قابل ہے کہ وہ پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا سکے؟

رضاء الحق: ہمیں ان دھمکیوں کو ہلکا نہیں لینا چاہیے کیونکہ مئی کی جنگ میں شکست فاش کی وجہ سے نہ صرف بھارت بلکہ امریکہ اور اسرائیل کو بھی سخت شرمندگی اُٹھانی پڑی ہے اور انہوں نے اس ہزیمت کا بدلہ لینے کے لیے بھارت کو تھپکی دے رکھی ہے اور اسلحہ اور تربیت بھی دی جارہی ہے۔ اسرائیلی فوجی آفیسرز باقاعدہ بھارت آکر سائبر سکیورٹی اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے بھارتی افواج کو تربیت دے رہے ہیں۔ گویا ابلیسی اتحاد ثلاثہ پاکستان سے بدلہ لینے کی تیاری اور منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں جواب دینے کی بھرپور صلاحیت ہے اور چین بھی پاکستان کا ساتھ دے رہا ہے۔ پاکستان کی ملٹری اور دفاعی استعداد کا 83 فیصد اب چین پر منحصر ہے۔ یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے خبردار کر دیا تھا:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ:82)

”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“

آج یہ بات کھل کر سامنے آچکی ہے کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود اور ہنود ہیں۔ اسرائیل میں یہودی جس طرح فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں، ان کے گھروں پر بمباری کر رہے ہیں، اسی طرح بھارت میں ہندو انتہا پسند طبقہ مساجد کو گرا رہا ہے اور کہیں مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔ جس طرح فلسطینیوں کی زمینوں پر قبضہ کرکے یہودیوں کو بسایا جارہا ہے، اسی طرح کشمیر میں بھی ہندوؤں کو بسایا جارہا ہے۔ اسی طرح گریٹر اسرائیل کا منصوبہ یہودیوں کا ہے تو دوسری طرف ہندوا کھنڈ بھارت کا منصوبہ رکھتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ بابری مسجد کی جگہ رام بندر کا افتتاح کیا گیا تو وہاں کچھ مسلمان بھی شریک ہوئے۔ حالانکہ نریندر مودی کی مسلم دشمنی واضح ہے، اس نے اعلان کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے عائلی قوانین میں بھی تبدیلیاں کرے گا۔ پاکستان کے لیے لازم ہے کہ وہ بھارتی خطرے کو حقیقت کے طور پر دیکھے کیونکہ بھارت جلد یا بدیر پاکستان پر دوبارہ جنگ مسلط کرے گا کیونکہ ایک تو بہار میں انتخابات جیتنے ہیں اور دوسرا خطے میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے وہ لازماً ایسا کرے گا۔ دوسری طرف اسرائیل بھی پاکستان کو اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے۔ اس کا اظہار اسرائیلی وزیراعظم سمیت کئی عہدیدار کر چکے ہیں۔ باقی دہشت گردی کے بھارتی الزامات ماضی کی طرح جھوٹ پر مبنی ہیں۔ لہٰذا اس وقت ضروری ہے کہ ہم قومی سطح پر سب ایک ہو کر اور باہمی اختلافات کو بھلا کر اس خطرے کا مقابلہ کریں۔

اب وقت آگیا ہے کہ بھارت کے اصل چہرے کو پوری دنیا میں بے نقاب کیا جائے اور اُسے میدان جنگ میں پہلے سے بھی زیادہ بھرپور جواب دینے کی تیاری کی جائے۔

سوال: کچھ دن پہلے بھارتی وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے ایک عوامی خطاب کے دوران یہ کہا ہے کہ پاکستان نے سرکریک میں اپنے عسکری ڈھانچے میں تبدیلی کی ہے، اگر اسے بھارت کے خلاف استعمال کیا گیا تو ہم اس کا بڑا سخت جواب دیں گے۔ یہ سرکریک والا معاملہ کیا ہے اور بھارت اس کو اتنی اہمیت کیوں دے رہا ہے؟

بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: سرکریک وہ علاقہ ہے جہاں دریائے سندھ سمندر میں جا گرتا ہے۔ یہ تقریباً 96 کلومیٹر لمبی ساحلی پٹی ہے۔ چونکہ دلدلی علاقہ ہے لہٰذا وہاں پر پاک بھارت سرحد کا تعین واضح نہیں ہے۔ اس کے ساتھ جو خشکی کا علاقہ ہے وہ رن آف کچھ کہلاتا ہے۔ سرکریک میں دونوں ممالک کے مفادات ہیں۔ ایک تو وہاں پر مچھلی کی بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ پھر تیل اور گیس کے ذخائر بھی ہیں جو کہ ابھی تک نکالے نہیں گئے۔ 1965ء کی جنگ میں بھی سرکریک کو بہت اہمیت حاصل تھی، یہاں تک کہ وہ ایک فلش پوائنٹ بن گیا تھا۔ پھر 1968ء میں انٹرنیشنل کمیشن نے رن آف کچھ میں حد بندی کی۔ لیکن رن آف سے کچھ آگے دلدلی زمین میں حدی بندی آسان نہیں تھی اس لیے وہاں حد بندی نہیں ہوئی۔ پاکستان کا دعویٰ ہے کہ سرکریک کا پورا علاقہ پاکستان کی ملکیت ہے کیونکہ رن آف کچھ کی حد بندی کو اگر آگے بڑھایا جائے تو سرکریک پاکستان کے حصے میں آتا ہے۔ لیکن بھارت ناجائز طور پر اپنا دعویٰ کر رہا ہے۔ اسی وجہ سے بھارت اب دہشت گردی کا الزام لگا کر پاکستان کے ساتھ جنگ چھیڑنا چاہتا ہے حالانکہ اس سے قبل بھی اس نے پہلگام کے حوالے سے دہشت گردی کا جو الزام پاکستان پر لگایا تھا وہ دنیا کے سامنے بے نقاب ہو چکا ہے۔ بھارت جو دہشت گردی پاکستان میں کروا رہا ہے، اس کی کوئی بات نہیں کرتا۔ اب اس نے سرکریک میں پاکستانی فوج کا سائز بڑھانے کا الزام لگایا ہے، کل وہ کوئی اور جھوٹا بہانہ بھی بنا سکتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ بھارت کے اصل چہرے کو پوری دنیا میں بے نقاب بھی کیا جائے اور اس کو میدان جنگ میں پہلے سے بھی زیادہ اور بھرپور جواب دینے کی تیاری بھی کی جائے۔

سوال: کیا آپ واقعتاً سمجھتے ہیں کہ خطے میں پاک بھارت جنگ ہونے جارہی ہے اور کوئی امکانات اس کے موجود ہیں؟

رضاء الحق: بالکل جنگ کے امکانات ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ یہ صرف انڈیا کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ امریکہ اور اسرائیل کے بھی مفادات ہیں۔ امریکہ چین کی وجہ سے اور اسرائیل پاکستان کی وجہ سے یہ جنگ چاہتا ہے۔ اسرائیل پاکستان کے ایٹمی اثاثوں اور میزائل ٹیکنالوجی کو تباہ کرنا چاہتا ہے، انڈیا بھی بدلہ لینے کی خواہش رکھتا ہے۔ ہماری طرف سے DGISPR نے بہت متوازن بیان جاری کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان نے بھرپور تیاری کر رکھی ہے۔ اگر اب بھارت نے جنگ مسلط کی تو یہ پورے خطے کے لیے تباہ کن ثابت ہوگی کیونکہ یہ جنگ ففتھ جنریشن وارفیئر سے بھی آگے بڑھ چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پچھلی مرتبہ تو ہم نے صرف وارننگ دی تھی لیکن اب ہم بلا جھجک کارروائی کریں گے اور انڈیا کے دور دراز علاقے بھی اس جنگ سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔

انہوں نے اشارہ دیا ہے کہ یہ جنگ فیصلہ کن ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ ایٹمی جنگ بھی ہوسکتی ہے۔ واللہ اعلم!

سوال: مئی 2025ء کے پاک بھارت معرکہ کے بعد اب صورت حال میں کچھ تبدیلی بھی آئی ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ مشترکہ دفاعی معاہدہ ہوا ہے۔ اس معاہدے میں یہ طے ہے کہ ان میں سے کسی ایک ملک پر حملہ دوسرے پر حملہ تصور ہوگا۔ آپ بتائیے کہ اگر بھارت اب پاکستان پر حملہ کرتا ہے تو سعودی عرب کا ردعمل کیا ہوگا؟

بریگیڈیئر (ر) **جاوید احمد:** پہلی بات یہ ہے کہ بھارت کے ساتھ پاکستان اکیلا ہی نمٹ سکتا ہے اور اگر جنگ ہوئی تو یہ جنگ پاکستان کو ہی لڑنی ہوگی، سعودی عرب زیادہ سے زیادہ غیر عسکری سپورٹ کرے گا۔ البتہ سعودی عرب کے کچھ مسائل اور مشکلات بھی ہیں۔ مثال کے طور پر جب اسرائیل نے قطر پر حملہ کیا تو قطر کا دفاعی سسٹم متحرک نہیں ہوسکا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قطر کا دفاعی نظام امریکہ کے کنٹرول میں ہے۔ اسی طرح سعودی عرب کے جو ملٹری اثاثے ہیں وہ بھی امریکہ کے کنٹرول میں ہیں۔ لہٰذا ہمیں سعودی عرب پر زیادہ انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ خود ہی اپنے دفاع کو مضبوط بنانا چاہیے۔

رضاء الحق: پاک سعودیہ دفاعی معاہدہ ایک تو پیکٹ نہیں ہے، بلکہ ایگریمنٹ ہے اور ایگریمنٹ بائنڈنگ نہیں ہوتا۔ دوسرا اگر ہم ٹیکنالوجی، عسکری قوت اور صلاحیت کے لحاظ سے دیکھیں تو سعودی عرب کو پاکستان کی سپورٹ کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے لیے سعودی عرب کو عسکری سطح پر سپورٹ کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ وہاں حرمین شریفین موجود ہیں اور ان کا دفاع ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ سعودی عرب پاکستان کے لیے زیادہ سے زیادہ جو کرسکتا ہے وہ معاشی اور اقتصادی تعاون ہے۔

سوال: انڈیا، اسرائیل اور امریکہ پر مشتمل شیطانی اتحاد ثلاثہ کے شر سے بچنے کے لیے آپ پاکستان کی عسکری قیادت اور سیاستدانوں کو کیا مشورہ دیں گے؟

بریگیڈیئر (ر) **جاوید احمد:** بحیثیت مسلمان ہمارے لیے سب سے بڑی رہنمائی قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال:60) ”اور تیار رکھو ان کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے“ ”(تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو۔“

جو بھی پاکستان مخالف قوتیں ہیں وہ اصل میں اسلام مخالف قوتیں ہیں اور جو اسلام مخالف قوتیں ہیں وہ اصل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالف قوتیں ہیں۔ لہٰذا ان کے خلاف قتال کی تیاری میں ہمیں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھنی چاہیے۔ اگر ہم ان کے خلاف بھرپور تیاری اور جذبہ رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ہمیں ایسا اجر دے گا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ مئی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت خوبصورت نظارہ دکھایا بھی تھا۔ حتیٰ کہ پاکستان میں بھی ایسے مسلمان موجود تھے جو بھارت کی برتری کو تسلیم کر چکے تھے اور ان کو توقع بھی نہ تھی کہ پاکستان انڈیا کا مقابلہ کر پائے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا کو نظارہ دکھادیا کہ اگر جذبہ ہو تو جنگ کم تعداد اور کم وسائل سے بھی جیتی جاسکتی ہے۔ 10 مئی کو فجر کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر میزائل چلائے گئے، اس سے قبل ہمارے ایئر فورس کے جوانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر آپریشن شروع کیا تھا۔ ہمارے ایئر چیف بھی اللہ اکبر کے نعرے لگا کر رات گئے پاک فضائیہ کے جوانوں کو کمانڈ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی مسلح افواج کو، پاکستانی قوم کو اور تمام عالم اسلام کو ایک معجزہ دکھایا اور وہ یہ کہ اللہ کے نام پر جب ہم کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بہت بڑی بڑی کامیابیاں بھی دے گا اور ہمیں بہت بڑا اجر بھی دے گا۔ لہٰذا ہمیں اسی ماڈل کو لے ذہن میں رکھ کر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے۔

> **شیطانی اتحاد ثلاثہ پاکستان کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔ اسرائیلی فوجی آفیسرز باقاعدہ بھارت آ کر سائبر سکیورٹی اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے بھارتی افواج کو تربیت دے رہے ہیں۔**

رضاء الحق: پاکستان واحد مسلم ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ لہٰذا جس طرح اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اس کا دفاع کرنا ضروری ہے، اسی طرح اللہ کی تکبیر کو عملی طور پر بھی ملک میں غالب اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ تحریک پاکستان کا سب سے مقبول نعرہ یہی تھا: ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ“۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس کلمہ کی عملی تعبیر کے لیے ہی اتنی بڑی قربانیاں دی تھیں۔ 1946ء کے انتخابات میں مسلمانوں نے اسلام کے نام پر ہی مسلم لیگ کو ووٹ دیے تھے اور پھر پاکستان قائم ہوا تھا۔ دین کو قائم اور نافذ کرنا ہر امتی کی ذمہ داری ہے لیکن چونکہ ہم نے اس وعدے پر ملک حاصل کیا تھا اس لیے پاکستانی قوم کی یہ دہری ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ملک میں دین کے نفاذ کی جدوجہد میں حصہ لیں۔ اگر ہم یہ کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی اور جب اللہ کی مدد آئے گی تو دشمن ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے دین کے نفاذ اور غلبہ کی جدوجہد کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے سیاسی، معاشی، معاشرتی، عدالتی، تعلیمی نظام اور تمام اداروں کو اسلامائز کریں، آخری زمانے کے حوالے سے احادیث میں ذکر ہے کہ خراسان سے اسلامی لشکر حضرت مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت کے لیے جائیں گے۔ ہمیں مستقبل کے اس منظر نامے کو بھی مدنظر رکھ کر تیاری کرنی چاہیے۔ اس میں پاکستان کا بھی ایک رول بنتا ہے اور وہ اسی وقت پورا ہو سکے گا جب پاکستان صحیح معنوں میں عدل اجتماعی پر مبنی ایک اسلامی فلاحی ریاست بن چکا ہوگا۔ ان شاء اللہ!

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم شعبہ نشرواشاعت وترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: دفاعی تجزیہ نگار

میزبان: وسیم احمد باجوہ: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

اک ذرا صبر!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ٹرمپ کا 20 نکاتی پلان خبروں کا مرکزی نکتہ ہے۔ اگرچہ اسے ٹرمپ، یاہو پلان کہنا زیادہ بہتر ہے۔ نیتن یاہو کی خوشی اس پر دیدنی تھی۔ مسلم ممالک خصوصاً پاکستان کا بھی اس میں جوش وخروش سے ساتھ دینے پر تو گویا اُن کی منہ مانگی مراد پوری ہوگئی۔ اس پلان پر باقی پوری دنیا کا ردِعمل مثبت نہیں ہے۔ فلوٹیلا کا جانا اور اسرائیل کا ان پر ظلم، قید وبند ہر ملک میں فلسطینی جدوجہد سے ہمدردی کے جذبات کو مزید شدت اور تندی دینے کا باعث ہے۔ میڈیا کے داؤ پیچ ناکام ہوجاتے ہیں، دھوکا فراڈ فوراً کھل جاتا ہے۔ کیمپ ڈیوڈ، 1978ء، میڈرڈ 1991ء، اوسلو 1993ء سبھی امن معاہدے ہمارے سامنے ہیں۔ اس کی حقیقت فلسطینی مصنف غسان کنعانی نے 1970ء میں لکھ دی تھی جو آج تک حرف بہ حرف جوں کی توں بلکہ بدتر سے بدترین ہوچکی ہے۔ اس نے لکھا: 'یہ امن مذاکرات نہیں ہوتے۔ اس کا مطلب ہتھیار ڈالنا، شکست تسلیم کرنا، اطاعت قبول کرنا ہوتا ہے؟'

10 اکتوبر کو نوبل انعام کا اعلان ہونا ہے جسے حاصل کرنا ٹرمپ کا دیرینہ خواب ہے۔ اسرائیل، ٹرمپ نوازوں، میڈیا میں ٹرمپ کی تعریفیں اور سب کچھ اچھا دکھایا جائے گا۔ ریپبلکن ہاتھی کے کھانے کے دانت بعدازاں دیکھیے گا! سو سہانے وعدے، خواب دکھا کر اس امن معاہدے/ پلان کی کوکھ سے اربوں ڈالر کا چمکتا دمکتا نیا غزہ پلان جو برآمد ہوا ہے، وہ ٹرمپ، مسک، نیتن یاہو، کشنر، ٹونی بلیئر کے اپنے معاشی خوابوں کی تعبیر ہے۔ اس پر دستاویزات سامنے آنے کی رپورٹ ہے۔ Matt Kim، جس کی مہارت حقائق کھولنے کی ہے، اس نے بھی غزہ تعمیرِ نو پر بات کھول دی ہے۔ غزہ میں Riviera جزائر، ہوٹل، پُرتعیش ریزارٹ (تفریح گاہ)، ای لون مسک کا سمارٹ پیداواری (ٹیسلا نوعیت کی) زون، معاشی تیز روی اور سرتاپا مکمل تبدیلی، سرمایہ داروں کی سرمایہ کاری ہوگی! امن پلان کا کتبہ ہوگا دو سالہ فلسطینی اجتماعی قبروں پر۔ یہ کھیل نیا نہیں۔ اوسلو معاہدے کے 30 سال گواہ ہیں کہ صرف امن معاہدوں پر انحصار حماقت ہے۔ اوسلو کے بعد 15 جنگیں غزہ میں ہوچکی ہیں۔ 16 سال سے یہ ساحلِ سمندر غزہ کے مسلمانوں کے لیے محاصرے کا ایک بند، ایک دیوار تھی جسے فلوٹیلاؤں نے جب توڑنے کی جرأت کی اس کا انجام اچھا نہ ہوا۔ یہ خوبصورت ساحل، یہ بے پناہ معاشی، تجارتی وسائل سے بھرپور قطعۂ زمین، اس پر ان غریب، مسکین دبے پسے فلسطینیوں کا کیا حق؟ سو اب یہ مسئلہ حل کیا جارہا ہے۔ حقیقی وارث اہلِ غزہ کسی کونے میں منہ چھپا کر ٹرمپ کی سربراہی، ٹونی بلیئر (عراق میں خونریزی کا ذمہ دار) اور اسرائیل کے قیدخانے کی صورت رہ پائیں گے۔ کھانے کو روٹی دے دی جائے گی۔ ان کی بے چارگی اور قرار نہ کرنے والی حریت پسندی، مزاحمت پرستی، اقصیٰ پر جان لٹانے کی مجبوری جوان کی نسل در نسل کی جبلت بن چکی، اس پر غیر عرب مسلمان فوجیں پہرہ دے کر انھیں ٹھنڈا کرنے کی خدمت بجالائیں گی۔ اگرچہ ان کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہودیوں، صہیونیوں کی خاطر تو ہٹلر کے خلاف 50 سال مقدمے چلتے رہے۔ بڈھے آئیک مان کو 1960ء میں ارجنٹائن میں چھپے کو، موساد ڈھونڈ لائی۔ (ایسے ہر یہود دشمن کو دنیا کے ہر کونے کھدرے میں موت دی گئی۔) مگر اب 6 لاکھ 80 ہزار (درست اعدادوشمار کے مطابق) مرد، عورتوں، بچوں کا خون ٹرمپ کی ساحلی تفریح گاہ 'Riviera' میں رنگ بھرے گا۔ ارب پتی سٹیو وٹکوف بھی حصہ دار ہوگا۔ (ٹرمپ کا خصوصی نمائندہ مشرقِ وسطیٰ میں!) اسرائیلی فوج غزہ میں رہے گی، جبکہ ایک امن بورڈ ٹرمپ کی سربراہی اور بلیئر کی نگرانی میں عبوری حکومت چلائے گا جو ناقابل عبور ہی ہوگی ان کی موت کے فرشتے کے ہاتھوں گرفتاری تک کم ازکم..... یہ امن معاہدہ نہیں، قبضۂ مزید پلان ہے!

گارڈین (4 اکتوبر) نے ٹرمپ بارے فکر انگیز خبریں دی ہیں۔ اگرچہ یو این میں ٹرمپ کی تقریر بھی کچھ کم حیران کن نہ تھی۔ امریکیوں نے بوچھاڑ ہی کر دی۔ پے در پے واقعات ہوئے۔ برطانیہ کے دورے میں بھی گڑبڑ کی اور چارلی کرک میموریل میں بھی خود کو بہت عالی شان ظاہر کرنے کی اوچھی حرکت۔ امریکی نے لکھا: یو این میں یہ بہت تکلیف دہ تھا کہ ٹرمپ کی نہایت احمقانہ، بے ترتیب، الجھی، شرمسار کردینے والی غیر متعلقہ گفتگو، یہ بے کارٹرانا خاموشی سے ان کے نمائندے سنتے رہے۔ اظہارِ ناپسندیدگی کی بجائے۔ اُن کا کہنا تھا 'بائیڈن، فہم، ادراک کے مسائل کی بنا پر اچانک خاموش ہوجاتا تھا کچھ دیر کے لیے۔ ٹرمپ کو مگر (ذہنی ابتری) بے ترتیب، درہم برہم، ابتر گفتگو کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔' (ایلیسن کاٹلر) گارڈین رپورٹ میں ٹرمپ کی ذہنی حالت مشکوک ہونے بارے لکھا ہے۔ آن لائن رویہ بھی عجیب ہے۔ الجھے ہوئے تبصرے، آراء، نسل پرستانہ، خطرناک، لائقِ مذمت، سیاہ فام اقلیتی لیڈر کا مذاق اڑانے والی پوسٹوں پر ہسپانوی گروپ نے غم وغصے کا اظہار کیا۔

گزشتہ چند ماہ سے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، دماغی حالت پر سوال اٹھائے جارہے ہیں۔ ٹرمپ نے ملک کے چوٹی کے فوجی کمانڈروں کو ورجینیا میں بلایا تھا۔ جہاں وہ اپنی خود ساختہ خوش فہمیوں کی بنیاد پر اپنے منہ میاں مٹھو بنتا رہا۔ کئی پیراگراف ایسے بول گیا جس پر سابق فوجیوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ ایک نے کہا: وہ ٹھیک نہیں ہے۔ صدر، بے قابو، پریشان حال، پاگل سا دکھائی دیتا ہے۔ میکفرے، ایک ریٹائرڈ جنرل نے کہا، ٹرمپ کی کارکردگی شدید بے سروپا، بے ہنگم تھی۔ عجیب وغریب گفتگوئیں کرتا رہا۔ بے ربط لب ولہجہ، دیوانگی کی حد تک متعصب، بعض اوقات حماقت خیز، ہر وادی میں منہ مارتی، غیر مرتکز سوچ! یہ فکر والی بات ہے۔

یاد رہے کہ نبی ﷺ نے ایسے 'رہنماؤں' کی خبر ہمیں دے دی ہے۔ یقیناً دجال کی آمد سے پہلے سالوں...... جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا۔ امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا اور خیانت کار کو امین۔ اور اس زمانے میں رُوَیبضہ کلام کرے گا۔ پوچھا کہ 'رویبضہ' کیا ہے؟ تو فرمایا نہایت ہی فاسق اور راہِ حق سے انحراف کرنے والا شخص، عامۃ الناس کے معاملات میں کلام کرے گا، یعنی ان کے فیصلے کرے گا اور نمٹائے گا۔' (مسند احمد) یہ ہم بچشمِ سر دیکھ رہے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ تمام شرائط پوری کرنے والے رویبضہ کی تائید وتصدیق، خود امتِ محمد ﷺ کے رہنما کرتے اس پر داد وتحسین کے ڈونگرے برساتے،

ہمنوا ہیں۔ جبکہ اس دیوانے شخص کے ہاتھوں جس پر خود امریکی متوحش ہیں، دنیا میں بدترین جنگی جرائم کا مسلسل مرتکب نیتن یاہو پورے خطے بلکہ بالآخر پوری دنیا میں امن کے لیے خود کسی ایٹم بم سے کم نہیں۔ رعونت، تکبر، کج فہم، بدزبان، بدلحاظ نہ صرف نیتن یاہو ہے بلکہ اس کا وزیر جنگ اتمار بن گنوار! 45 ملکوں کے چنیدہ انسان دوست، سنجیدہ فہمیدہ، اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر جب غزہ کی مدد کو بچوں کا دودھ، کھلونے، ادویات لے کر نکلے تو ان سے بدسلوکی کی ہر حد توڑ دی۔ اسرائیلیوں کی نفرت دنیا کے ہر رنگ، نسل، کے باشعور انسان کے رگ و پے میں اتر چکی ہے۔ صرف مسلم ممالک میں بے حسی (حکمرانوں کی سطح پر بالخصوص) ہے۔ امریکہ اور اسرائیل و کئی یورپی ممالک دنیا بھر میں اس قتل و غارت گری کے براہ راست ذمہ دار ہیں۔ دنیا ایک بڑے پاگل خانے میں تبدیل ہو چکی ہے۔ خود اسرائیلی فوجی (افغانستان میں امریکی فوجیوں ہی کی طرح) ذہنی مریض بنے ہوئے ہیں۔ اسرائیلی میڈیا سے بھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ دھاڑیں مار کر روتے IDF فوجی کس طرح نفسیاتی دوائیوں کے پلندے پارلیمنٹ اور افسروں کے سامنے پٹختے ہیں۔ غزہ جانے سے انکاری ہیں۔ راتوں کو حماس کے خوف سے ہڑبڑا کر چیخیں مارتے اٹھ بیٹھتے ہیں۔ جنگ ڈرونز لڑ رہے ہیں یا ہوائی جہاز۔ برسرِ زمین تو یہ چوہا دیکھ کر بھی چھلانگ مار دیتے ہیں۔ فلوٹیلا کے جہاز پر گرفتار کرنے آئے تھے۔ تیونسی کپتان نے بتایا کہ جب انجن اُن سے چل نہ پایا تو تیونسی نے آگے بڑھ کر چلایا۔ ساتھ ہی الارم، سائرن بج اٹھے اور جہاز چل پڑا۔ اسرائیلی فوجی دہشت سے فوت ہونے والے ہو گئے۔ ایک بیچارے کی پینٹ گیلی ہو گئی جہاز ناپاک کر دیا۔ اس برتے پر یہ کس غزہ پر قبضہ کرنے چلے ہیں؟ پوری دنیا میں تہلکہ برپا ہے۔ اٹلی میں سارے شہروں میں 3 لاکھ مظاہرین اسرائیل کی جان کو آئے پڑے ہیں۔ تھائی لینڈ تک اٹھ کھڑا ہوا۔ یورپ میں تو پہلے ہی آگ لگی ہے جذبات کو! اس نازک مرحلے پر حماس کا رب ان کی بہترین رہنمائی اور حفاظت فرمائے (آمین)۔ زمین جن پر تنگ کر دی گئی۔ اپنوں نے بدترین غداری کی! دنیا بھر سے محبت اور سجدے، دعائیں باذن اللہ انھیں مضبوط رکھیں گی۔ ایسی محبت کالے گورے کی تفریق سے ماورا کب اہل غزہ کے سوا کسی کے حصے میں آئی ہوگی۔ وہ صبح تو آئے گی جس کا وعدہ ہے!

اک ذرا صبر کہ اب جبر کے دن تھوڑے ہیں!......ان شاء اللہ!

❀❀❀

غلامی کسے کہتے ہیں؟

طیبہ یاسمین

کیا یہ زنجیریں پہننے کا نام ہے یا بلا معاوضہ بوجھ ڈھونے کا؟ ہم غلام ہیں یا آزاد؟ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ آزادی کے نعرے لگانے والے دراصل غلامی کے نامحسوس طوق گلے میں ڈالے ہوئے ہیں۔

ہمارے ذہنوں نے غلامی کے نام پر جو عقیدہ قائم کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کا اسیر ہو جانا غلامی ہے۔ مگر ہم کو غلامی جانچنے کے لیے اس کے کچھ پہلوؤں پر نظر ڈالنی پڑے گی۔ دراصل غلامی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ذہنی اور سیاسی۔ اول الذکر غلامی کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کا شکار انسان اُس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی فکری قوتوں کے زیرِ اثر آنے پر مجبور ہو جائے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کسی اُمّت نے اپنی فکری قوتوں کو پسِ زنداں ڈالا اور دوسروں کی بنائی ہوئی شاہراہ پر آنکھیں بند کر کے چلنا شروع کیا، وہیں سے اس کی گراوٹ اور تنزلی کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو گئے۔ بنی نوع انسان نے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے ازل سے کسی نہ کسی سہارے کی ضرورت محسوس کی ہے جب جب اُس نے اپنے آپ کو ناتواں پایا، تب تب اُس نے اپنی زندگی کی ناؤ کی پتوار اُس کے حوالے کی جس کو اس نے اپنے سے زیادہ طاقتور سمجھا یا مانا۔ ذہنی غلبہ وہی قوم پاتی ہے جو فکری اجتہاد اور علمی تحقیق کا دامن تھامے رہتی ہے اور پھر اس بات کی حقدار بنتی ہے کہ دنیا کی راہنمائی کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لے۔

یہ کام جب تک مسلمان کرتے رہے تمام عالمِ ارضی سر جھکائے ان کے پیچھے چلتا رہا۔ جو معیار اچھائی یا بڑائی کے از روئے اسلام قائم کئے گئے وہی سب کی اساس بنے۔

اگرچہ غور طلب بات یہ ہے کہ ہم تمام عوامل و شواہد کو سامنے رکھیں تو نچوڑ اس کا یہ نکلے گا کہ اس عروج کا اصل منبع قرآن تھا اور جو اصول اسلام نے وضع کئے ان سے استنباط کر کے فقہاء نے جو فقہ مدون کی' اس کی بنیاد ''اربع اولہ'' (قرآن' سنت' اجماع اور اجتہاد) پر ہے۔ مگر پھر اس کی ترتیب کو الٹ دیا گیا پہلا درجہ بزرگوں اور آئمہ کرام کی زندگی کو دیا گیا پھر کہیں آخر میں جا کر قرآن و سنت۔ عین یہ وہ سیڑھی تھی جہاں آ کر آگے بڑھتا ہوا مسلمانوں کا قافلہ رک گیا۔ اسلام کے اندر جمود طاری ہونے لگا۔ نئی نسل نے اپنے بزرگوں کے بچھائے ہوئے بستر پر آرام کرنا شروع کر دیا۔ نئی پود کو پیش آنے والے حوادث سے بچنے کے لیے سایہ دار درخت کی شجرکاری بند ہو گئی۔ اجتہاد کے دروازے بند ہو گئے۔ قرآن کے سمندر سے نئے گوہر نکالنے کا سلسلہ رک گیا۔ نئی نسل تکلیف اُٹھا کر راحتیں حاصل کرنا بھول گئی۔ ان مع العسر یسرا کا اصول غائب ہو گیا۔ نئے مسائل سے نمٹنے اور راہ نمائی کرنے کے بجائے مسلمان پرانے مسائل و علوم کی شرح و تفسیر کرنے میں لگ گئے۔ فرقہ بندیاں' جزئیات اور فروع میں جھگڑے شروع ہو گئے۔

دراصل بزرگوں اور علماء کرام کے اجتہاد ہرگز غلط نہ تھے مگر ہمیشگی اور ہمہ گیری کا عنصر اُس میں ڈال دینے سے اسلام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچنے لگا۔ محدثین و مفکرین و آئمہ فقہ نے اسلام کی اپنے طور پر احیاء کی مگر وہ اکتسابِ علم سے وہی ذرائع رکھتے تھے جو ایک عام شخص رکھتا ہے۔ بس وہ اپنی عقل و بصیرت کے ساتھ غور و فکر کرتے اور قرآن و حدیث ہی سے اس دور کے مسائل دریافت کرتے۔ اُن کے علم کا ذریعہ وحی نہ تھا کہ اس میں کوئی ردوبدل کی گنجائش نہ نکلے بلکہ وہ علم و بصیرت کی روشنیاں تھیں جو انہوں نے دن رات کی عرق ریزی سے حاصل کی تھیں۔ ان کے اجتہاد ہمارے لیے روشنی کا مینار ضرور ہیں مگر بجائے خود منزل نہیں۔ اگرچہ ان کی کمندیں ستاروں تک جا پڑی تھیں مگر بقول اقبال ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

ابھی مسلمانوں کی اس زبوں حالی کو شروع ہوئے کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ مسلمانوں کے ایک خیر خواہ گروہ نے اس حقیقت کے راز کو پایا کہ مسلمان جو آگے بڑھتی دنیا سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حصول تعلیم کی اہمیت کو صرف دینی تعلیم تک محدود رکھا ہوا ہے اور جہاں تک دنیاوی تعلیم کا معاملہ ہے وہ باقاعدہ اس کو نجس ٹھہراتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دنیاوی معاملہ میں دوسری قوتوں کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کے

میدان میں بھی مسلمان آگے بڑھیں اور امام زمانہ بنیں۔

یہ گروہ مختلف راہ نماؤں پر مشتمل تھا جنہوں نے وقت کی ضرورت کو سمجھا اور نئے زمانہ سے روشنی مستعار مانگ کر لائے تاکہ جلد سے جلد مسلمان اپنی شناخت کرائیں۔ علم وفن کے ہنر میں آگے بڑھیں اور تسخیر کائنات کا جو سلسلہ رک گیا ہے وہ پھر شروع کیا جائے۔ اُنہوں نے مسلمانوں کے سامنے نجات کا ایک دروازہ کھولا کہ دوڑو اور اس اندھیرے سے نکل کر اس دروازے کے باہر آ کر دنیا کا مقابلہ نئی دنیا کے ہی ہتھیاروں سے کرو۔

مگر وائے افسوس کہ مسلمان اس مستعار لی ہوئی روشنی کو اپنا خدا بنا بیٹھے۔ جو دروازہ نجات کے لیے کھولا گیا تھا اسی کو منزل سمجھ لیا۔ نئی روشنی سے اس قدر ان کی آنکھیں خیرہ ہوئیں کہ انہوں نے اس کے آگے گھٹنے بھی ٹیک دیئے۔ نئی تہذیب نے ان کے اپنے اندر کی انانیت کو کچل ڈالا۔ بجائے یہ کہ نئی تعلیم وتہذیب صرف ایک وسیلہ کا کام کرتی اور صرف منزل تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوتی۔ مسلمانوں کی کم ہمتی کہ انہوں نے اس Guide کو ہی Leader بنالیا۔ اور اس نئی تہذیب وتعلیم کی چند خوبیوں کو اس کے تمام تر تعفن سمیت اپنالیا۔ اس روشنی کی چکا چوند کے آگے انہیں وہ غلامی (ذہنی وسیاسی) کا عمیق گڑھا نظر نہ آیا جس پر ان کا اگلا قدم پڑنا تھا۔ جس طرح بہت تیز روشنی کی وجہ سے آنکھوں کے آگے لال کالے دائرے ناچنے لگتے ہیں بالکل اسی طرح مسلمان اس قدر حواس باختہ ہوئے کہ انہوں نے قرآن کی دھیمی دھیمی کرتی روشنی جو منزل کا پتہ بتاتی تھی اس کو پسِ پشت ڈال دیا۔ گویا بس اپنی زمین سے محروم ہو گئے اور ہنسی خوشی اپنا ہاتھ اپنے اور اللہ کے دشمن کے حوالے کیا اور اطمینان سے اپنے ہاتھوں اپنی شناخت کا چراغ گل کر دیا۔

اور دشمن بھی کون؟ وہ دشمن جس کے اندازِ فکر اور جس کی تہذیب اور اسلامی فکر وتہذیب میں مغرب ومشرق کا بعد ہے۔ کہاں رحمانی طاقت کی مشک انگیزی اور کہاں طاغوتی طاقت کا تعفن۔ ان کی تہذیب میں کسی ان دیکھی قوت کا خوف نہیں۔ روز جزا حساب وکتاب کا خوف ان کی نیندیں خراب نہیں کرتا۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت کا کوئی اصول ان کے ہاں نہیں پایا جاتا۔ پڑوسی اور مہمان کے حقوق سے وہ ناآشنا ہیں۔ وہ تمام چیزیں جو اسلامی معاشرے کی اساس ہیں، ان کے ہاں حرفِ غلط کی مانند ہیں۔ جس وقت مسلمان اس ذہنی غلامی کا شکار ہوئے تو ان کی نظریں وہی قدریں پسند کرنے لگیں جو مغربی معاشرے میں پنپتی ہیں۔ جو اچھائی برائی کے معیار انہوں نے قائم کئے وہی ہم نے سر جھکا کر تسلیم کئے۔ ہمیں اپنی مدھم تانوں سے نفرت ہونے لگی اور ان کے شور وغوغے سے بھرپور میوزک پر ہم اپنے سر اور پیر تھرکانے لگے۔ ہمیں باحیا عورتیں اور بزرگوں کا احترام کرتے بچے اچھے نہ لگے بلکہ عاقبت بگاڑتی خواتین اور Bold بچے پسند آنے لگے۔ یہ بات باعث فخر وانبساط ہونے لگی کہ ہماری فلاں عادت یا معیار انگریز کے معیار پر پوری اترتی ہے۔ جب اس غلامی کے زیرسایہ کچھ عرصہ گزرا تو ظاہر تو ظاہر، باطن بھی زہر آلود ہونے لگے۔ جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو اس کی شہ رگ پر سب سے پہلے حملہ کیا جاتا ہے اور اسلامی معاشرے کی شہ رگ عورت ہے۔ وہ عورت جو اس معاشرے میں جڑ کی حیثیت رکھتی ہے' جو زمین کے اندر بے رنگ وبو کی طرح ہے مگر وہ پورے درخت کو مشقت سے زمین سے نمو کھینچ کر طاقتور بناتی ہے۔ اس کو کھینچ کر گھر سے باہر نکال لایا گیا اور اس کے ہاتھ سے قوم اور معاشرے کی تشکیل کا ہیرا اچک کر اس کے ہاتھ میں نام نہاد آزادی کا پتھر دے کر بہلایا گیا کہ مارو اس کو جو تم کو کم تر سمجھتے ہیں' ہم تم کو آزادی کی راہیں دکھاتے ہیں۔ کہاں اسلام میں عورت کا مقام' کہاں کائنات کی سب سے حسین شے ''جنت'' اس کی قدموں تلے بچھائی گئی اور کہاں یہ مغربی معاشرہ اس نے اس عورت کو نہ صرف محض 'اسٹینوگرافر' اور' ٹائپسٹ' بنا دیا۔ بلکہ صحیح تر الفاظ میں شمع محفل ہی بنا ڈالا یہ سب سے کڑا وار تھا جو اس قوم پر کیا گیا۔ اور آنے والی نسلوں کو ان بچوں کی مانند بنا دیا جن کو ماں کی گود سے کھینچ کر ہاسٹل میں وارڈن کے سپرد کر دیا گیا ہو۔ اقبال کے ایک فارسی شعر کا مفہوم اس طرح ہے۔

(یعنی اس قوم کو کیا پیش آچکا ہے اور کیا پیش آنے والا ہے
یہ سب اس کی ماؤں کی جبینوں سے دیکھا جا سکتا ہے)

مغربی تہذیب کی دلدادہ ماؤں کے بطن سے کس طرح غزالی، رومی اور محمد علی جوہر پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہماری آرام طلبی اور عیش پسند طبیعت ہل جل کر اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنے کی صلاحیت کھو چکی ہے۔ ہم ان غلامی کی بیڑیوں میں اس بری طرح اور ہنسی خوشی اپنے آپ کو جکڑوا چکے ہیں کہ اب رہائی ناممکنات میں سے نظر آتی ہے۔ ہماری بدقسمتی کہ شاید ہمیں راہبر بننا پسند ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے لیے اتنی محنت تو کرنی ہی پڑے گی کہ اپنے پرتعیش محل (مستعار ہی سہی) سے باہر کڑی دھوپ میں آئیں اور علم ہاتھ میں لینے کے لیے اپنے ہاتھوں کو تکلیف دیتے ہوئے فضا میں بلند کریں۔

❀❀❀

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اوران کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(3) بینکوں میں قرضوں کی انڈیکسیشن کا معاملہ مروّجہ نظام بینکاری میں سود کی معروف متبادل اساس کے طور پر رائج بھی نہیں ہوسکتا' جس کی کئی وجوہ ہیں:

(الف) یہ کس طرح تعین کیا جائے گا کہ افراطِ زر اور تخفیف قدرِ زر کی شرح انڈیکسیشن کی شرح کا مساوی ہے' کیونکہ ان کے مابین عدم مساوات کی صورت میں تو صریحاً سود کا قوی اندیشہ ہے' کیونکہ اس کے جواز کے قائلین بھی اسے تلافی قرار دیتے ہیں نہ کہ نفع بصورت سود۔ اگر انڈیکسیشن کی شرح افراطِ زر وغیرہ سے زیادہ ہو تو یہ سیدھا سیدھا سود ہوگا۔

(ب) اگر یہ دونوں شرحیں برابر ہوں تو کیا بینک جن قرض داروں سے قرض حاصل کرتا ہے ان کو انڈیکسیشن کی صورت میں تلافی نہیں دے گا؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ اصول اس کے کھاتہ داروں پر بھی لاگو ہوگا تو اس صورت میں بھلا بینک کے لیے کیا کشش رہ جاتی ہے کہ وہ جس قدر رقم انڈیکسیشن کی صورت میں قرضہ داروں سے وصول کرے اسی قدر رقم اپنے کھاتہ داروں کو ادا کر دے۔ اہم بات یہ ہے کہ وہ اپنے بھاری بھرکم اخراجات کیسے پورے گا؟

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1266 دن گزر چکے!

بتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

بعثت نبوی کے وقت کعبۃ اللہ میں 360 بت نصب تھے۔ آپ ﷺ نے 13 سال ان بتوں سے مرکزِ توحید کو پاک کرنے کی کوشش فرمائی مگر ان بتوں کے محافظ آڑے آتے رہے۔ آپؐ نے اللہ کے حکم سے یثرب ہجرت فرمائی اور وہاں سے اپنی کوشش کا دوبارہ آغاز فرمایا۔ اس جدوجہد کے دوران معرکہ بدر واحد بھی ہوا، غزوہ احزاب کا اعصاب شکن مرحلہ بھی طے ہوا، صلح حدیبیہ کے موقع پر ”فتح مبین“ کی نوید جانفزا بھی ملی اور بالآخر 8ھ کو مکہ فتح ہو گیا۔ اس طرح مرکزِ توحید کو 360 بتوں کی آلائشوں سے پاک کر دیا گیا۔ ان پتھر کے بتوں کو توڑنے کے بعد آپؐ نے پورے جزیرۃ العرب سے رنگ و نسل و زبان و علاقے پر کھڑے بتوں پر آخری ضرب لگائی اور انہیں نیست و نابود کر دیا۔ عرب و عجم کی تفریق ختم کر کے اُمت کے نام اپنے آخری پیغام میں آپؐ نے فرمایا تھا: سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا اور فرمایا: ”لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے“، خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: ”حاضر لوگ یہ باتیں غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔“ (سلسلہ احادیث صحیحہ/الایمان والتوحید والدین والقدر)

اُمت مسلمہ لگ بھگ ایک ہزار سال تک اپنے نبی کریم ﷺ کی نیابت کرتی رہی اور اس نے اللہ کی زمین کو ہر طرح کی بت پرستی سے محفوظ رکھا۔ پھر یہ اُمت دنیا طلبی میں پڑ گئی تو اللہ کی زمین پر فساد برپا ہو گیا اور اُمت پر کفریہ طاقتیں مسلط ہو گئیں۔ اس دور کو حدیث میں ”ملکاً جبری“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر اللہ نے کرم فرمایا اور اُمت کو آزادی نصیب ہوئی لیکن دورِ استعمار (جبری ملوکیت) میں نئے تصورات متعارف کرائے گئے اور آزادی ملنے کے بعد انہی تصورات پر اجتماعی نظام استوار کیے گئے۔ اور یوں اُمت واحد کی بجائے ان نئے تصورات کی بنیاد پر علیحدہ علیحدہ ملک وجود میں آ گئے۔ گویا مسلمانوں کے اپنے اپنے وطن، اپنی اپنی قومیں اور اپنی اپنی جداگانہ شناختیں بن گئیں۔ تب ان پر مغضوب علیہم قوم کو مسلط کیا گیا جو گزشتہ 77 سال سے (قیامِ اسرائیل کے بعد) اس اُمت کو تختۂ مشق بنائے ہوئے ہے۔ اب یہ ذلت اپنے عروج کو پہنچ رہی ہے اور اسرائیل ایک ایک کر کے 57 مسلم ممالک کو اپنے نشانے پر رکھ رہا ہے۔ وہ ممالک ان میں سرفہرست ہیں جن سے اس کو کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔ قطر پر اس کا حالیہ حملہ اس کا ایک ثبوت ہے۔ ان سطور کے ذریعے ہم اُمت مسلمہ کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کی توجہ اس اکبر الکبائر کی طرف دلانا چاہتے ہیں جس میں اس وقت اُمت بحیثیت مجموعی مبتلا ہے۔ جس چیز کو ہم نے اکبر الکبائر سے تعبیر کیا ہے، وہ وطن ہے اور یہ تعبیر ہماری نہیں بلکہ علامہ اقبال کی ہے جو مصور و مبشرِ پاکستان ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے
غارت گر کاشانہ دین نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے، تو مصطفوی ہے
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

ان اشعار کو سامنے رکھیے تو دورِ حاضر کے سب سے بڑے بت کے مظاہر 57 مسلم ممالک کی قومی ریاستوں کی شکل میں نظر آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ قطر پر اسرائیلی حملے کے بعد دوحہ میں مسلم اُمّہ کی نمائندہ تنظیم او آئی سی کے ہنگامی اجلاس کی بجائے ”عرب اسلامک سمٹ“ کا انعقاد ہوا جس نے واضح کر دیا ہے کہ امت مسلمہ کی بنیاد کے پتھر:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

کو بھلا دیا گیا ہے۔ عرب اسلامک سمٹ سے عرب و عجم کی تقسیم کا وہ بت پھر کھڑا ہو گیا ہے جس کو محمد کریم ﷺ نے 23 سالہ محنت شاقہ کے بعد پاش پاش کیا تھا۔ یہ اس اصول کے بھی خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ الکفر ملة واحدة (سب کفر ایک دین ہے) اور المسلم للمسلم کالبنیان (مسلم، مسلم کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے) کے سراسر منافی ہے۔

7 اکتوبر 2023ء کو فلسطینی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت حماس نے اسرائیلی جارحیت کے ردعمل میں اعلان جہاد کیا تو کوئی ایک ملک بھی سامنے نہ آیا جو ان مٹھی بھر مسلمانوں کی حمایت کر سکتا۔ یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ اُمت مسلمہ جسدِ واحد نہیں رہی بلکہ اپنے وطنی، قومی اور لسانی حصاروں میں مقید ہو کر رہ گئی ہے۔ دوحہ کی عرب اسلامک سمٹ میں جتنی بھی تقاریر تھیں، انہیں بغور پڑھے، اس کے بعد جاری ہونے والے مشترکہ اعلامیے کے اہم نکات کا بھی جائزہ لیجیے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ محض بیان بازیاں ہی تھیں۔ حتیٰ کہ خود نشانہ بننے والا میزبان ملک، قطر بھی اس حد تک جانا پسند نہیں کرتا جس سے فرعونِ وقت (امریکہ) کی ناراضگی کا احتمال ہو۔ قطر کی ہمسائیگی میں واقع طاقتور عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت، بحرین، اردن اور شام نے بھی انتہائی محتاط طرزِ عمل اپناتے ہوئے بیان دینے سے احتراز کیا۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے! یہ اُمت ٹکڑیوں میں بٹ چکی ہے۔ ان ٹکڑوں کو موجودہ ”تہذیب یافتہ“ دور میں قومی ریاستیں کہا جاتا ہے۔ ان ریاستوں کے باشندوں کو ادب، تاریخ، سیاسیات اور نصابِ تعلیم کے ماہرین گزشتہ سو سال سے دن رات یہ سکھانے میں مصروف ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ قومی ریاستیں دراصل صدیوں سے علیحدہ علیحدہ شناخت رکھتی تھیں۔ مصر والے فرعونوں کے وارث ہیں، عراق والے دجلہ و فرات کی عظیم تہذیبی تاریخ کے امین ہیں، ایران والے سائرس اعظم اور پاکستان والے وادیٔ سندھ کے فرزند ہیں۔ غرض، علم کی ایک شاخ وضع کی گئی جس کے ذریعے ہر خطے کو اس کے ہزاروں بلکہ لاکھوں سالہ ماضی کے ساتھ جوڑ کر اس کے باسیوں میں یہ عقیدہ

راسخ کردیا گیا کہ ان ملکوں میں رہنے والے لوگ بس اچانک کسی ایک دور میں مسلمان ہو گئے تھے، اس لیے اُن کی آئندہ نسلیں بھی مسلمان ہی چلی آ رہی ہیں۔ ان کا کسی دوسرے ملک یا علاقے کے مسلمانوں کے ساتھ کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہے۔ ان کی اپنی تہذیب اور ثقافت ہے اور اپنا رہن سہن۔ ان کا کلچر‘ ثقافت‘ آثارِ قدیمہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ صرف یہ بات لوگوں کے ذہن میں بٹھانے کے لیے زبردست محنت کی گئی کہ انڈونیشیا میں بسنے والے مسلمان کا ہندوستان کے مسلمان سے کوئی تعلق نہیں اور عراق میں آباد مسلمان کی مصر کے مسلمان سے ایک الگ تہذیب اور ثقافت ہے۔ ان قومی ریاستوں کے وجود میں آنے سے ایک عالمی منافقت کے دور کا آغاز ہوا، مسلمانوں کو یہ باور کرایا گیا کہ قوموں کے باہمی تعلقات صرف اور صرف مفادات کی بنیاد پر ہو سکتے ہیں۔ ان میں دوستی‘ محبت یا بے غرض تعلق نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ روابط کے اس جدید نظام کو دوطرفہ تعلقات کی سفارت کاری کہا گیا۔ اس منافقت کے علم کو دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں ڈپلومیسی (جو دراصل Hypocrisy ہے) کے نام پر پڑھایا گیا۔ آپ کبھی دنیا کے کسی بھی سفارت خانے کے اعلیٰ سطح کے ملازم سے گفتگو کر کے دیکھ لیں، آپ کو اس کی گول مول باتوں میں سے بڑی مشکل سے سچ تلاش کرنا پڑے گا۔ پوری دنیا میں سفارت کاروں کی اپنی ایک الگ زبان ہوتی ہے اور اس کے اپنے مطالب۔ سفارت کاری کی یہ پوری کی پوری تربیت قوم پرستی کی بنیاد پر استوار کی جاتی ہے‘ پھر ایسے لفظ ایجاد کیے جاتے ہیں جن کے کئی مطالب ہوں۔ یہ مفادات کی دنیا اور قومی مفادات کا تعصب ہی ہے جو ریاستوں کو ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں کرتا ہے۔ آج کے دوست کل کے دشمن اور کل کے دوست آج کے دشمن بن جاتے ہیں۔ جب پوری دنیا اس طرح تقسیم کر دی گئی ہو تو ایسے میں اُمت مسلمہ یا بحیثیت مسلمان کے ایک قوم کا تصور تو خواب بن کر رہ جاتا ہے۔

ان دگرگوں حالات کے باوجود حالیہ دنوں میں پاک سعودی دفاعی معاہدے کی صورت میں امید کی ایک کرن نظر آئی ہے۔ اس معاہدے کے تحت کسی ایک ملک پر جارحیت کو دونوں ممالک پر حملہ تصور کیا جائے گا اور دونوں ممالک کسی بھی خطرے سے مشترکہ طور پر نمٹیں گے۔ معاہدے کے تحت پاکستان کو حرمین الشریفین یعنی مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ کی حفاظت کا اعزاز بھی حاصل ہوگیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حرمین کے ساتھ مسجد اقصیٰ کی آزادی اور اس کی حفاظت بھی افواج پاکستان کی ذمہ داری ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

’’حبِ عاجلہ‘‘ کے مرض میں مبتلا بعض لکھاریوں نے پاک سعودی معاہدے کے فوری فائدے گنوانا شروع کر دیئے ہیں۔ مثلاً ’’پاکستان کو معاشی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔ پاکستان، سعودی افواج کو تربیت، سیکورٹی سروسز اور ٹیکنیکل معاونت فراہم کر کے خطیر زرمبادلہ حاصل کر سکتا ہے۔ دفاعی معاہدہ خلیجی ریاستوں میں پاکستان کی عسکری موجودگی کو مزید مضبوط کر سکتا ہے، پہلے ہی ہزاروں پاکستانی فوجی مختلف عرب ممالک میں خدمات انجام دے رہے ہیں اور معاہدے کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوگا‘‘ وغیرہ۔ اس سوچ کو اس شعر کے مصداق قرار دیا جاسکتا ہے:

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ معاہدہ ان تمام بتوں کو پاش پاش کرنے کا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے جن کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ یہ ’’بتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا‘‘ کی طرف جانے والا صراطِ مستقیم ثابت ہو سکتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے 55 دیگر ممالک کو پیغام چلا گیا ہے کہ آگے بڑھو اور ’’ان تازہ خداؤں‘‘ پر کاری ضرب لگاؤ تاکہ ’’نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی‘‘۔ اس لیے کہ:

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی

اس بات پر اب یقین کرنے کا وقت آ گیا ہے کہ پیغمبر اعظم و آخر ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی مثال ایک جسدِ واحد کی ہے، اگر ایک عضو کو کانٹا چبھتا ہے تو پورا بدن اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اس جسدِ واحد کو 57 سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم کر کے امت مسلمہ کو جو نقصان پہنچایا گیا تھا، اب اس کی تلافی کا وقت آ گیا ہے۔ پاکستان کلمہ کے نام پر بنا تھا۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ امت کی قیادت سنبھالنے کے ساتھ اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی کرے تاکہ اس کو مدینہ ثانی بننے کا اعزاز حاصل ہو اور قائداعظم کی خواہش کہ (We will be heading towards PanIslamism) پوری ہو۔ یعنی ہم اب امت بن کے رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(2 تا 5 اکتوبر 2025ء)

جمعرات 02 اکتوبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو شعبہ تعلیم وتربیت اور شام کو شعبہ نظامت کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 03 اکتوبر: دن کو شعبہ جات زکوٰۃ و انگریزی کے اجلاس کی صدارت کی۔ نمازِ جمعہ سے قبل مشیر خصوصی محترم ایوب بیگ مرزا صاحب سے ملاقات کی۔ تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ دوپہر کو شعبہ سمع و بصر کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعدازاں پروگرام ’امیر سے ملاقات‘‘ کی ریکارڈنگ کرائی۔ بعد نمازِ مغرب تا بعد نمازِ عشاء مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی حلقہ لاہور میں غربی وشرقی کے رفقاء و رفیقات کے ایک مشترکہ اجتماع میں ’’سورۃ التوبہ آیات 111، 112‘‘ کی تذکیر اور ماہِ رمضان میں دورۂ ترجمۂ قرآن کے حوالہ سے گفتگو کی۔ سوال وجواب کی نشست کا بھی اہتمام ہوا۔

ہفتہ 04 اکتوبر: صبح مرکز لاہور سے مرکز تنظیم اسلامی تیمرگرہ، لوئر دیر روانگی ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب مدرسین ریفریشر کورس میں شرکاء سے چند تذکیری نکات کے حوالہ سے خطاب کیا اور سوال وجواب کی نشست ہوئی۔

اتوار 05 اکتوبر: بعد نمازِ فجر مرکز تنظیم تیمرگرہ سے متصل مسجد میں ’’سورۃ البقرۃ کی آیات 44 تا 46‘‘ کے حوالہ سے تذکیری گفتگو کی۔ دن کو مدرسین ریفریشر کورس میں ’’مدرسین کے لیے عمومی اور دورہ ترجمہ قرآن کے حوالے سے ہدایات‘‘ کے موضوع پر گفتگو کی، نیز سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ بعدازاں پشاور اور وہاں سے کراچی روانگی ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ ترجمہ و نصاب قرآن کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ چند رفقاء سے عیادت اور تعزیت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- فلسطین محور مزاحمت نے وضاحت کی ہے کہ حماس اور تمام مزاحمتی قوتیں اپنے اصولی موقف پر قائم ہیں جبکہ کچھ اسرائیل نواز عرب میڈیا ادارے جان بوجھ کر غلط اور بے بنیاد خبریں پھیلا رہے ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اُن میں سے ایک جھوٹا دعویٰ یہ ہے کہ ''حماس نے اپنا اسلحہ سپرد کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے'' جو سراسر بے بنیاد اور گمراہ کن خبر ہے، یہ تمام پروپیگنڈا فلسطینی مزاحمت کے عزم اور موقف کو کمزور کرنے کی ناکام کوشش ہے۔
- قابض یہودی افواج فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کر رہی ہیں۔ غزہ کی وزارتِ صحت کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے 7 اکتوبر 2025ء تک 67160 فلسطینی شہید اور 169679 زخمی ہو چکے ہیں جبکہ 18 مارچ 2025ء کو جنگ بندی کے اعلان کے بعد سے اب تک 13568 شہید اور 57638 زخمی ہو چکے ہیں۔
- غزہ میں لاپتہ اور جبری طور پر غائب کیے گئے افراد کے لیے کام کرنے والے مرکز نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ غزہ کی پٹی میں خصوصی فنی ٹیمیں اور بھاری مشینری داخل کرنے کے اقدامات کرے تاکہ قابض اسرائیل کی دو سال سے جاری وحشیانہ بمباری سے تباہ شدہ عمارتوں کے ملبے تلے دبے ہزاروں شہداء کی لاشوں کو نکالا جا سکے۔
- وزارتِ خارجہ پاکستان نے اسرائیل کی جانب سے عالمی صمود فلوٹیلا کو روکنے کی سخت مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ اقدام بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ پاکستان چونکہ اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتا، اس لیے ہم خطے میں بین الاقوامی شراکت داروں کے ساتھ قریبی رابطے میں ہیں تاکہ اپنے شہریوں کی فوری رہائی، سلامتی اور محفوظ واپسی کو یقینی بنایا جا سکے۔
- غزہ میں ریڈ کراس مشن کی سربراہ سارہ اُور فلیوڈ نے ایک ویڈیو پیغام میں کہا ہے کہ دو سال سے غزہ کے نہتے شہری موت، جبری نقل مکانی اور انسانی وقار سے محرومی کا سامنا کر رہے ہیں۔ زندگی بچانا ممکن ہے مگر وقت بہت کم ہے، محصور علاقے میں باقی رہ جانے والی بنیادی سہولتیں 24 لاکھ انسانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔
- غزہ میں انسانی حقوق کے ادارے ''الضمیر فاؤنڈیشن برائے انسانی حقوق'' نے انکشاف کیا ہے کہ قابض اسرائیلی حکام نے نرس تسنیم مروان شفیق الحمص کو عسقلان جیل میں قید کر رکھا ہے۔
- تحریکِ مزاحمت کی جاری کردہ ایک پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ جنگی جرائم کے ذمہ دار دہشت گرد وزیر جنگ ''کاتس'' کے بیانات، کہ جو بھی شخص غزہ شہر میں موجود رہے گا، اُسے ''لڑاکا'' یا ''دہشت گردی کا حمایتی'' سمجھا جائے گا، دراصل انتہائی تکبر اور بین الاقوامی برادری و انسانی و عالمی قوانین کی کھلی توہین ہے۔ یہ اعلان آنے والے دنوں میں اس کی فوج کی جانب سے جنگی جرائم میں مزید اضافہ کرنے کا واضح اشارہ بھی ہے، جو معصوم شہریوں، عورتوں، بچوں اور بزرگوں کے خلاف روا رکھے جا رہے ہیں۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **افغانستان: ائیر بیس کسی صورت امریکہ کو نہیں دیں گے: ذبیح اللہ مجاہد:** برطانوی ٹی وی چینل کو آن لائن انٹرویو میں افغان طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کہا ہے کہ ہم کسی صورت بگرام ائیر بیس امریکہ کے حوالے نہیں کریں گے۔ امریکہ کے ساتھ کابل اور واشنگٹن میں سفارت خانے دوبارہ کھولنے پر بات چیت ہوئی ہے، روس کے علاوہ بھی کئی ممالک نے غیر اعلانیہ طور پر ہمیں تسلیم کیا لیکن باقاعدہ طور پر نہیں کیا۔
- **سعودی عرب: کسی بھی ویزے پر آنے والے اب عمرہ ادا کر سکیں گے:** سعودی وزارتِ حج و عمرہ کی جانب سے جاری کیے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ وزٹ، فیملی وزٹ، سیاحتی یا ٹرانزٹ ویزے پر آنے والے عمرہ ادا کر سکیں گے نسک عمرہ پورٹل کو اپ ڈیٹ کیا گیا ہے۔ سعودی وژن 2030ء اہداف میں زائرین کو ہر ممکن سہولت دینا سرفہرست ہے۔
- **غزہ: حماس کے سینئر رہنما خلیل الحیہ منظر عام پر آ گئے:** حماس کے سینئر رہنما اور جنگ بندی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ خلیل الحیہ منظر عام پر آ گئے۔ عرب ٹی وی کو انٹرویو میں الحیہ نے حملے میں اپنے بیٹے اور اپنے چیف آف اسٹاف کی شہادت کا بھی بتایا۔
- **قطر: نیتن یاہو نے دوحہ حملے پر معافی مانگ لی:** وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے تصدیق کی ہے کہ نیتن یاہو نے امریکی صدر سے ملاقات کے دوران قطری وزیر اعظم کو فون کر کے دوحہ پر حالیہ حملے پر معافی مانگی ہے جس میں قطری شہری بدر الدوسری شہید ہوئے تھے۔
- **برطانیہ: مسجد جلانے کی کوشش ناکام:** انگلینڈ کے ایسٹ سسیکس میں ایک مسجد کو نذر آتش کرنے کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ تاہم ملزمان نے مسجد کے باہر موجود گاڑی کو آگ لگا دی، پولیس حکام نے واقعے کو نفرت انگیز جرم قرار دے کر تفتیش شروع کر دی ہے۔
- **بھارت: اُتر پردیش میں ایک اور مسجد شہید:** ریاست اتر پردیش کے ضلع سنبھل کے رائے بزرگ گاؤں میں فوجی دستے اور بھاری پولیس نفری کی نگرانی میں ایک اور مسجد کو شہید کر دیا گیا۔ یہ مسجد 10 سال پہلے تعمیر کی گئی تھی۔ پچھلے چار ماہ میں ضلع سنبھل میں مسجد شہید کرنے کا یہ دوسرا واقعہ ہے، اس سے قبل رضائے مصطفیٰ مسجد کو بھی سنبھل انتظامیہ نے شہید کیا تھا۔
- **اقوام متحدہ: روہنگیا مسلمانوں کی واپسی یقینی بنائی جائے، پاکستان کا مطالبہ:** اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب عاصم افتخار نے اقوام متحدہ میں روہنگیا مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کی صورتحال پر اعلیٰ سطح کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ حالیہ دنوں میں میانمار کی ریاست رخائن میں پرتشدد کارروائیوں نے مشکلات کو شدید تر بنا دیا ہے۔ روہنگیا مسلمان کئی دہائیوں پر محیط بے دخلی اور حقوق سے محروم ہیں۔ کم و بیش 10 لاکھ افراد کو ہجرت پر مجبور ہونا پڑا اور انسانی بحران مزید سنگین ہو گیا۔ اس لئے عالمی برادری یکجہتی کے وعدوں کو عملی اقدامات میں بدلنے پر توجہ دے۔
- **مراکش: حکومت مخالف احتجاج میں 2 افراد جاں بحق:** رباط سمیت کئی شہروں میں حکومت مخالف احتجاج میں آن لائن گروپ جین زی کی کال پر نوجوانوں کی بڑی تعداد سڑکوں پر نکل آئی۔ مشتعل مظاہرین اور پولیس میں جھڑپیں شدت اختیار کر گئیں، مظاہرین نے کئی گاڑیوں کو آگ لگا دی جبکہ 2 افراد جاں بحق ہو گئے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

پریس ریلیز 10 اکتوبر 2025ء

دہشت گردی کے واقعات میں مسلسل اضافہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ مودی اور اُس کے ٹولے کی بھارتی ریاست بہار میں الیکشن سے قبل پاکستان کو دھمکیوں کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔

شجاع الدین شیخ

دہشت گردی کے واقعات میں مسلسل اضافہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ مودی اور اُس کے ٹولے کی بھارتی ریاست بہار میں الیکشن سے قبل پاکستان کو دھمکیوں کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحادِ ثلاثہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ اِن خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے مخصوص علاقوں میں بھارت کے تربیت یافتہ دہشت گردوں کا دوبارہ فعال ہو جانا انتہائی تشویش ناک ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں کے دوران شہریوں اور فوجی جوانوں پر پے در پے حملوں میں درجنوں افراد شہید اور شدید زخمی ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اُنہوں نے کہا کہ ان دہشت گرد گروہوں کو بھارت سے تربیت، مالی امداد اور اسلحہ فراہم ہو رہا ہے جس کے شواہد اظہر من الشمس ہیں۔ دہشت گردی میں ملوث افراد اور گروہوں کا خاتمہ ضروری ہے، لیکن وزیر دفاع کا یہ بیان کہ دہشت گردوں کے خلاف آپریشنز کے اثرات اُن علاقوں کے سب افراد کو بھگتنا ہوں گے، انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہے۔ کیا وزیر دفاع یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دہشت گردوں کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو بھی نشانہ بنایا جائے گا؟ امیر تنظیم نے کہا کہ بھارتی ریاست بہار کی الیکشن مہم کے دوران بھارت کے وزیر دفاع اور آرمی چیف کا پاکستان پر دہشت گردی کا جھوٹا الزام لگانا اور دوبارہ حملہ کرنے کی دھمکیاں دینا پورے خطے کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اِس کے جواب میں ڈی جی آئی ایس پی آر کی پریس کانفرنس اور حالیہ کور کمانڈر کانفرنس میں بھارت کو خبردار کرنا کہ اگر اُس نے آپریشن سندور 2 یا کسی اور نام سے پاکستان کے خلاف مہم جوئی کی کوشش کی تو پاکستان کسی ہچکچاہٹ کے بغیر بھارت کے دور دراز علاقوں میں بھی بھرپور جوابی کارروائی کرے گا، ناگزیر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارت کو اپنے جارحانہ عزائم میں اسرائیل اور امریکہ کی مکمل معاونت حاصل ہے۔ لہٰذا ان دھمکیوں کو سنجیدگی سے لیا جائے اور جوابی کارروائی کے لیے بھرپور عسکری تیاری کی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت اور ریاستی اداروں کو اِس بات کا بھی ادراک ہونا چاہیے کہ جب تک ریاستی سطح پر جبر اور ظلم کی حکمرانی رہے گی، عوام بدظن رہیں گے اور جنگیں اُس وقت تک نہیں جیتی جا سکتیں جب تک ملک کے تمام اسٹیک ہولڈرز متحد نہ ہوں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کو متحد کرنے کے لیے باطل نظام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے اور نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دیتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں عدلِ اجتماعی کی بنیاد پر اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے۔ تب ہی اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی اور ہم دشمنوں کو دندان شکن جواب دے سکیں گے۔ ان شاء اللہ!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال، تعلیم D.pharma M.phil(PU)، قد "4'.5، گورنمنٹ جاب کے لیے دینی مزاج کے حامل اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکے کی عمر 35 سال سے زیادہ نہ ہو۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0333-4723060

☆ دینی مزاج فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم ایم فل ریاضی، قرآن کریم کورس، خلع یافتہ (ساتھ 15 ماہ کی بیٹی) صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4215822

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ملتزم رفیق محترم محمد عمران کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0321-9078084

☆ حلقہ پوٹھوہار، چکوال کے سابق امیر محترم محمد شہزاد بٹ کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-5918090

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم فہد علی کے ماموں وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0313-9835034

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے مبتدی رفیق محترم حسان طارق کے دادا وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0304-2137542

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے نقیب اسرہ محترم جان نثار اختر کی چچی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-9011464

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Hand over your weapons so we can slaughter you like sheep and then take your lands!

By: Fahmi Howeydi

If you have not understood what happened in Bosnia, you will not be able to understand what is happening in Gaza!

Understand Bosnia first, then you will understand Gaza and what is happening there. Do not be surprised! The genocidal war launched by the Serbs against the Muslims of Bosnia resulted in the slaughter of 300,000 Muslims. 60,000 women and children were raped. 1.5 million people were forcibly displaced from their homes. Do we remember that? Or have we forgotten? Or do we not know it at all?

A CNN broadcaster asked about the memory of the Bosnian massacre and questioned the well-known journalist Christiane Amanpour: "Is history repeating itself?" Amanpour replied: "It was a completely savage war — killings, sieges, and starvation against Muslims. Europe refused to intervene, claiming: 'It is a civil war.' This was a huge lie!" The killings lasted for nearly 4 years. The Serbs destroyed more than 800 mosques, some from the 16th century. They burned the historical library of Sarajevo.

The United Nations intervened by setting up protection zones for Muslim cities like Gorazde, Srebrenica, and Zepa, but these zones did not provide real protection — they were besieged and attacked! Thousands of Muslims were placed in torture camps — starved until they were just skin and bones. When a Serbian commander was asked why, He replied: "Because they do not eat pork!"

The Guardian newspaper published a map showing 17 locations of rape camps for Muslim women — some located inside Serbia itself. The Serbs raped children. A 4-year-old girl was raped — and The Guardian wrote: "A young girl whose only crime was being a Muslim." In the town of Zepa, the killer Ratko Mladić invited a Muslim leader, offered him a cigarette, and made him laugh a little... Then slaughtered him on the spot. Srebrenica is the most infamous massacre: UN soldiers were eating and playing with the Serbs. Some even traded food to women in exchange for sexual favors. Srebrenica was under siege for 2 years. Food supplies were seized by the Serbs.

Then the west betrayed them. They pressured the Muslims to hand over their weapons in exchange for safety! The Muslims obeyed, exhausted and starving. But after that, the Serbs invaded the city: They separated men from women. 12,000 men and boys were taken — all slaughtered and brutally tortured!

A Serb would step on a Muslim and carve a cross on his face while he was alive. Others begged to be killed quickly because of the unbearable pain. A mother held a Serb's hand begging him to spare her child — he cut off her hand, then slaughtered the child in front of her. And we Muslims were watching, hearing, eating, laughing, and continuing life as normal. After the Srebrenica massacre, the killer Radovan Karadžić entered the city as a victor and declared: "Srebrenica has always been Serbian — now it has returned to our hands!" The Serbs raped Muslim women and held them until they gave birth.

The goal? "We want them to bear Serbian children," one of them said. When we remember Bosnia, Sarajevo, Banja Luka, and Srebrenica... We say loudly: We will not forget the Balkans. We will not forget Granada. We will not forget Palestine. We will not forget Afghanistan, Iraq, Syria, Lebanon.

And here, we write in the ink of shame: The stance of Boutros Boutros-Ghali, the elderly Christian Orthodox former UN Secretary-General, who openly sided with his Serbian brothers. But sadly, even after 30 years, we have not learned the lesson. Finally, The Serbs targeted to kill Scholars, Imams, Intellectuals, Businessmen. They were imprisoned, then slaughtered, and their bodies thrown into rivers. Historical stories are not told to children, so they sleep, but to men so they wake up!

And today they want Hamas to surrender to the zionist Jews so they can be slaughtered like sheep—and sadly, some Arab states participate in and support this plan.

About the Author: Fahmi Howedy is a well-known Egyptian writer and journalist.

Courtesy: https://crescent.icit-digital.org/ articles /hand-over-your-weapons-so-we-can-slaughter-you-like-sheep-and-then-take-your-lands

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.39

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH
SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین
کھانسی کا شربت
شوگر فری
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA